https://www.ashrafia.net

ماہنامہ

الاشرف

کراچی

فروری ۲۰۲۶ء

Reg. # MC 742

Web: www.ashrafia.net

بیادگار امام العارفین زبدۃ الصالحین حضرت غوث العالم
محبوب یزدانی مخدوم اسید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ

● درسِ قرآن

● درسِ حدیث

● محبوبِ کبریاء ﷺ بحیثیت ماہر نفسیات

● ماہِ شعبان اور نوافل شبِ برأت

● نمازِ تراویح

● اُمہات المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ
وحضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہما

● "علمائے اہلسنت کی یادیں"
حضرت علامہ محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمہ

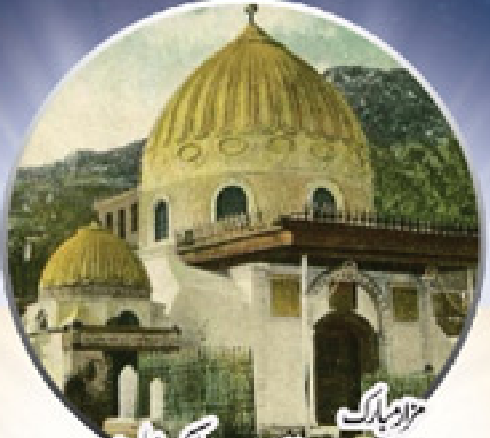

مزار مبارک
حضرت سیدۃ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

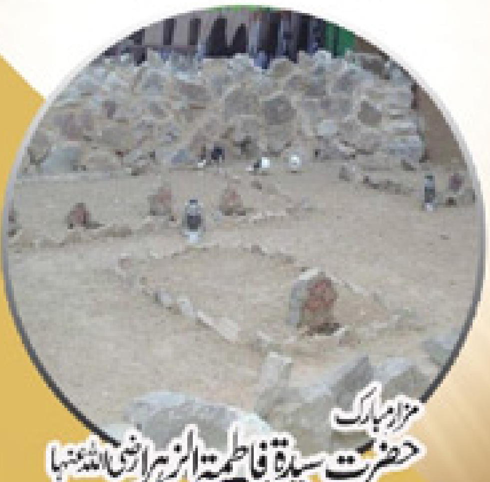

مزار مبارک
حضرت سیدۃ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

بانی: اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف اشرفی الجیلانی

ماہنامہ

الاشرف

کراچی

اسلامی تعلیمات اور روحانی اقدار کا علمبردار
پاکستان میں سلسلہ اشرفیہ کا واحد ترجمان

اے اشرف زماں زمانہ مدد نما
درہائے بستہ را ز کلید کرم کشا

(رجسٹرڈ نمبر MC 742)

فروری ۲۰۲۶ء جلد نمبر ۴۷ شمارہ نمبر ۲

شعبان المعظم
رمضان المبارک
۱۴۴۷ھ

بیاد گار بزرگان محترم

غوث العالم تارک السلطنت محبوب یزدانی حضرت مخدوم میر اوحد الدین سلطان
سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

قطب ربانی حضرت ابو مخدوم شاہ
سید محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

بانی

اشرف المشائخ حضرت ابو محمد شاہ
سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

روحانی سرپرست

قائد ملت حضرت علامہ
سید محمود اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف امبیڈکر نگر (بھارت)

ایڈیٹر

ابو المکرم ڈاکٹر **سید محمد اشرف** جیلانی
سجادہ نشین
درگاہ عالیہ اشرفیہ، اشرف آباد، فردوس کالونی، کراچی

سب ایڈیٹر

صاحبزادہ **حکیم سید اشرف** جیلانی

فون نمبر:
0321-9258811 | 021-36600676

مقامِ اشاعت
درگاہ عالیہ اشرفیہ اشرف آباد فردوس کالونی، کراچی۔ 74600

قیمت =/40 روپے | **سالانہ =/400 روپے**

نگران انتظامی امور : سید محبوب اشرف جیلانی
مشاورت : سید اعراف اشرف جیلانی

پروف ریڈر
مولانا عرفان اشرفی
مقصود اویسی / نعمان اشرفی

ڈیزائننگ اینڈ کمپوزنگ
محمد ابراہیم اشرفی
محمد اجواد عطاری

سرکولیشن
محمد بلال اشرفی / محمد قدیر اشرفی
محمد ثاقب اشرفی

پرنٹر و پبلیشر: ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی نے الاشرف آفسٹ پرنٹنگ پریس، ناظم آباد سے چھپوا کر شائع کیا

https://www.ashrafia.net

ماہنامہ الاشرف

اس شمارے میں

حمد و نعت	جناب عابد صاحب، جناب عارف رحمانی صاحب	3
آغازِ گفتگو	ایڈیٹر	4
درسِ قرآن	حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ	8
درسِ حدیث	حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ	10
محبوبِ کبریاء صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیتِ ماہرِ نفسیات	جناب راشد عزیز وارثی صاحب	12
ماہِ شعبان اور نوافل شبِ براَت	اشرف المشائخ حضرت ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ	16
خطباتِ فخر المشائخ مدظلہ العالی ..."شانِ اولیاء"... (قسط: آخری)	ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی	17
نمازِ تراویح	شارح بخاری و مسلم حضرت علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمہ	22
مسلمان میدانِ جنگ میں...	ادارہ	26
عرفانِ شریعت..."فقہی سوالات کے جوابات"	حضرت علامہ مفتی سعید احمد اشرفی دامت برکاتہم العالیہ	28
اُمہات المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ و حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہما	ابوالحسین حکیم سید اشرف جیلانی	31
"علمائے اہلسنت کی یادیں"... حضرت علامہ محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمہ	حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی	37
روزے کے طبی و روحانی فوائد	جناب حکیم محمد سعید صاحب	43
تبصرہ "سرزمین انبیاء میں (سفرنامہ شام و اردن)"	صاحبزادہ سید اظہار اشرف جیلانی (ریسرچ اسکالر)	45
الاشرف نیوز	صاحبزادہ سید صابر اشرف جیلانی	47

https://www.ashrafia.net

حمد
باری تعالیٰ

جناب عابدؔ صاحب

تُو ہی میرا عقیدہ اور میرا ایمان یااللہ
ترے ہی نام خالق ، مالک اور رحمٰن یااللہ

تری ہی بندگی ہے زندگی اہلِ محبت کی
چراغِ راہ ہستی ہے ترا قرآن یااللہ

مہ و مہر و نجوم و کہکشاں تیرے ہی جلوے ہیں
بہر گلشن نمایاں ہے تری ہی شان یااللہ

جمادات و نباتات و فلک جن و بشر سارے
تری خلاقیت کے ہیں یہ کچھ عنوان یااللہ

ترا انعام ہے لاکھوں شہیدوں کی امانت ہے
قیامت تک رہے قائم یہ پاکستان یااللہ

دمِ آخر لبِ عابدؔ پہ جاری ہو یہی کلمہ
کرم ہوجائے یاسبحان یاسلطان یااللہ

نعتِ رسول
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جناب عارفؔ رحمانی صاحب

خدا کے بعد جس کی برتری معلوم ہوتی ہے
دو عالم میں اِک ذاتِ نبی معلوم ہوتی ہے

میری سانسوں میں جو آوازسی معلوم ہوتی ہے
وہ مجھ کو جُنبشِ پائے نبی معلوم ہوتی ہے

مٹا جاتا ہے احساسِ دوئی شاید میرے دل سے
کہ اب ان کی خوشی اپنی خوشی معلوم ہوتی ہے

فضائے شہر مکہ ہے سکونِ جان و دل لیکن
مدینہ کی فضاء کچھ اور ہی معلوم ہوتی ہے

محبت میں سراپا جل رہا ہوں اور زندہ ہوں
ابھی سوزِ درد میں کچھ کمی معلوم ہوتی ہے

زمانے سے جسے کہتے سنا ہے کہکشاں عارفؔ
وہ مجھ کو تو گزر گاہِ نبی معلوم ہوتی ہے

https://www.ashrafia.net

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آغازِ گفتگو

ایڈیٹر

آپ جانتے ہیں کہ وقت سے زیادہ قیمتی کوئی چیز نہیں جس نے اس کی قدر کی اس نے سب کچھ پالیا اور جس نے اسے ضائع کر دیا وہ خود ضائع ہو گیا۔ وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا وہ اپنی رفتار سے تیزی کے ساتھ گزر رہا ہے لہٰذا ہمیں چاہیے کہ وقت کی قدر کریں اور اس کو ضائع کرنے کے بجائے کوئی نا کوئی نیک عمل اس میں کر لیں۔ اس دنیا میں ہر ایک کے لیل و نہار اور مصروفیات مختلف ہیں کوئی اتنا مصروف ہے کہ اس کے پاس وقت نہیں اور کوئی اتنا فارغ ہے کہ اس کے پاس کوئی مصروفیت نہیں یعنی وہ چوبیس گھنٹے فارغ ہے کھانے، پینے اور سونے کے علاوہ اس کے پاس وقت ہی وقت ہے۔ آج ہم آپ کو بتائیں گے کہ جو مصروف ہیں وہ اپنے اوقات کو کس طرح ترتیب دیں اور جو فارغ البال ہیں وہ اپنے اوقات کو کس طرح مصروف کریں اب آیئے پہلے ان کو دیکھیں جو بہت مصروف ہیں۔ کوئی کاروبار میں مصروف ہے اس کا کاروبار اتنا وسیع ہے کہ اس کو سر اٹھانے کی فرصت نہیں۔ کوئی اپنی نوکری میں مصروف ہے صبح سے شام تک وہ اپنی ملازمت میں مصروف رہتا ہے اور اس مصروفیت کی وجہ سے وہ نمازیں بھی ترک کر دیتا ہے۔ اگر آپ کاروباری حضرات سے یہ پوچھیں کہ وہ نماز کیوں نہیں پڑھتے تو وہ کہیں گے کہ ہم دکان پر اتنے مصروف رہتے ہیں کہ ایک منٹ کی فرصت نہیں ملتی۔ کوئی کہے گا کہ ہمیں اپنے آفس میں اتنا کام ہوتا ہے کہ نماز کی فرصت نہیں ملتی۔ غرضیکہ ہر ایک اپنی مصروفیت کا بہانہ کر کے نماز نہ پڑھنے کا عذر پیش کر دے گا لیکن میرے بزرگوں اور دوستوں حقیقت حال یہ ہے کہ انسان کتنا ہی مصروف کیوں نہ ہو نماز کے لیے اگر وہ وقت نکالنا چاہے تو وقت نکال سکتا ہے۔ کیوں کہ نماز فرض ہے آپ جانتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہر مسلمان مرد و عورت عاقل و بالغ پر پانچ وقت نماز فرض کی ہے اور اس کو ادا کرنا ہر ایک پر لازم ہے۔ اگر وہ اس میں غفلت کرے گا تو قیامت کے دن اس کا سوال ہوگا۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اپنی مصروفیات میں سے نماز کے لیے ضرور وقت نکالیں۔ کیونکہ اگر آپ کام کی وجہ سے نماز ترک کر دیں گے تو کام خراب ہو جائے گا اور اگر نماز کی وجہ سے کام چھوڑ دیں گے تو اللہ کے کرم سے وہ کام ہو جائے گا

https://www.ashrafia.net

دکان پر بیٹھا ہوا شخص یہ سوچتا ہے کہ اگر میں نماز پڑھنے کے لیے اٹھ کر گیا تو گاہک نکل جائے گا یعنی کہیں اور چلا جائے گا۔ اس لیے وہ اس وجہ سے نماز کو چھوڑ دیتا ہے حالانکہ سوچنا یہ چاہیے کہ رزق کا وعدہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کیا ہے اسی نے گاہک بھیجا ہے تو جس نے پہلے بھیجا ہے وہ دوبارہ بھی بھیج سکتا ہے۔ ہم نے بعض دوکانوں پر نماز کے اوقات میں "وقفہ برائے نماز" کا بورڈ لگا ہوا دیکھا ہے یعنی جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو وہ دکاندار وقفہ برائے نماز کا بورڈ لگا کر نماز کے لیے چلے جاتے ہیں اور اطمنان کے ساتھ نماز ادا کر کے پھر دوبارہ دکان کھول لیتے ہیں یا ایسا بھی ممکن ہوسکتا ہے کہ ایک شخص نماز پڑھنے کے لیے چلا جائے اور دوسرا شخص دکان پر بیٹھا رہے اور جب وہ نماز پڑھ کر آجائے تو پہلا شخص جا کر نماز ادا کر لے یعنی نماز کو وقت پر ادا کرے۔ اگر جماعت نکل بھی جائے تو کوشش یہ ہونی چاہیے کہ نماز کے اوقات میں ہی نماز ادا کر لی جائے بعض حضرات کی دکانوں میں نماز کی جگہ ہوتی ہے تو ان کو چاہیے کہ نماز وہیں ادا کر لیا کریں، یعنی کوشش یہ کریں کہ کاروباری مصروفیات میں سے نماز کا وقت ضرور نکالیں جو تاجر حضرات اس طرح کرتے ہیں وہ کامیاب رہتے ہیں، ان کے رزق میں برکت ہوتی ہے، روزگار میں ترقی ہوتی ہے اور نماز کی برکت سے بہت سی پریشانیاں دور ہوجاتی ہیں۔ اسی طرح نوکری پیشہ حضرات بھی نماز کی پابندی کر سکتے ہیں اور ہم نے یہ دیکھا ہے کہ انسان کیسا ہی مصروف ہو کاروباری لحاظ سے یا نوکری کے لحاظ سے لیکن اگر وہ وقت پر نماز پڑھنے کی کوشش کرے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی مدد فرماتا ہے اور اس کی نمازیں وقت پر ہوجاتیں ہیں۔

اب آیئے ان خواتین وحضرات کا جائزہ لیں جن کے پاس وقت گزارنے کے لیے کوئی مصروفیت نہیں۔ عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ آدمی ریٹائرڈ ہونے کے بعد بالکل فارغ ہو جاتا ہے یعنی اس کے پاس کرنے کے لیے کوئی کام نہیں ہوتا یا تو وہ ٹی وی دیکھ کر وقت گزارتا ہے یا موبائل پر ڈرامہ دیکھ کر یا کسی اور فضول کام میں اپنا وقت صرف کرتا ہے۔

مردوں کے لیے ہمارا مشورہ یہ ہے کہ وہ پانچ وقت باجماعت نماز ادا کریں باجماعت نماز ادا کرنے کا فائدہ یہ ہوگا کہ مسجد آنے جانے میں جو وقت صرف ہوتا ہے، وضو میں جو وقت صرف ہوتا ہے، نماز کے انتظار میں جو وقت صرف ہوتا ہے، یہ تمام اوقات عبادت میں شمار ہوں گے۔ اس طرح چوبیس گھنٹے میں سے کم از کم دو یا تین گھنٹے عبادت میں گزر جائیں گے۔

دوسری چیز پانچوں نمازوں کے بعد تلاوتِ قرآن کو اپنا معمول بنائیں جتنا بھی پڑھ سکیں اس کو پڑھنے کا معمول بنائیں اور اگر خدانخواستہ ایسا ہے کہ وہ قرآن پڑھے ہوئے نہیں ہیں تو موبائل پر دنیا کے بہترین قرأ حضرات کی تلاوت موجود ہے اسے ڈاؤن لوڈ کروا کر سنیں۔

تیسری چیز ہے دینی کتب کا مطالعہ کتاب تنہائی کا بہترین ساتھی ہے۔ کتاب پڑھنے سے انسان کو علم حاصل ہوتا ہے انسان

https://www.ashrafia.net

کے اندر شعور پیدا ہوتا ہے، انسان کو دینی معلومات ہوتی ہے تو جو حضرات ریٹائرمنٹ لے چکے ہیں اور ان کو کوئی کام نہیں ہے تو پانچ وقت نماز اور تلاوتِ قرآن کے بعد ان کے لیے سب سے بہترین مصروفیت مطالعہ ہے۔ دینی کتب کا مطالعہ کریں، انبیاء کرام، اولیاء عظام اور بزرگانِ دین کے حالات وواقعات کا مطالعہ کریں ان شاء اللہ بہترین وقت گزرے گا۔ اس کے علاوہ اگر وہ کسی سلسلے سے وابستہ ہیں تو اپنے شیخ کی اجازت سے وظائف پڑھیں جیسے دلائل الخیرات دعائے حزب البحر، دعائے سیفی، دعائے حیدری، درودِ تاج اور اس قسم کے دیگر وظائف کو اپنا معمول بنائیں اور اپنے وقت کو فضول ضائع نہ کریں کیونکہ مشاہدے میں یہ آیا ہے کہ جو حضرات ریٹائرمنٹ کے بعد گھر میں بیٹھ جاتے ہیں اور بیان کیے گئے مذکورہ امور میں سے کسی کو نہیں اپناتے وہ گھر میں بیٹھ کر غصہ کرتے ہیں، فضول باتیں کرتے ہیں، گھر والوں پر تنقید کرتے ہیں، گھر کے جھگڑوں میں حصہ لیتے ہیں اور وہ معاملات جن میں دخل دینا ضروری نہیں ان میں دخل اندازی کرتے ہیں۔ مثلاً سسر بہو کے معاملات میں دخل اندازی کرتے ہیں، بیوی اور بچوں پر بے جا تنقید کرتے ہیں، جس سے گھر کا ماحول خراب ہوجاتا ہے اسی طرح کے دیگر معاملات۔ اس لیے جو چیزیں ہم نے بیان کی ہیں اگر ان پر عمل کریں گے تو ان شاء اللہ اس طرح ان کی زندگی پُرسکون ہوگی ورنہ وہ خود بھی بے سکون رہیں گے اور گھر والوں کو بھی بے چین کردیں گے۔

اب آیئے وہ خواتین جو بالکل فارغ البال ہیں۔ یعنی انہیں کوئی کام نہیں یہ اس وقت ہوتا ہے جب بیٹیاں گھر سے رخصت ہوجائیں۔ بیٹوں کی شادیاں ہوجائیں اور بہویں گھر میں آجائیں ایسی صورت میں ساس کو نہ کھانا پکانا ہے نہ گھر کی صفائی کرنی ہے، نہ بچوں کو سنبھالنا ہے اور نہ کوئی ایسا کام کرنا ہے بس ایک جگہ بیٹھ کر بہو پر حکم چلانا ہے کہ فلاں فلاں کام کرلو۔ کیوں کہ خالی دماغ شیطان کا کارخانہ ہوتا ہے اس لیے وہ خالی بیٹھ کر صرف حکم چلاتیں ہیں بہو کے کام پر تنقید کرتیں ہیں، بہو کے خلاف بیٹے کے کان بھرتی ہیں، اس کے آنے جانے پر پابندی لگاتی ہیں اور پھر گھر کا ماحول خراب ہوجاتا ہے۔ اس کے علاوہ ان کے پاس اگر کوئی کام ہوتا ہے یا تو ٹی وی دیکھنا یا موبائل پر ڈرامے دیکھنا اس کے علاوہ کوئی کام نہیں ہوتا۔ اس لیے ایسی عورتوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ خالی اوقات میں تلاوتِ قرآن کو اپنا معمول بنائیں۔ پہلے زمانے کی عورتیں ایسی صورت میں گھر میں چھوٹی بچیوں کو کلامِ پاک پڑھاتی تھیں اور اپنا وقت اس میں صرف کرتی تھیں اس دور میں بھی بہت سی سمجھدار عورتوں نے ایسا کیا کہ جب وہ ہر چیز سے فارغ البال ہوگئیں تو گھر میں چھوٹی بچیوں کو قرآن پڑھانا شروع کردیا یا کسی مدرسے سے وابستہ ہوگئیں اور وہاں جاکر قرآن کی تعلیم دینا شروع کردی۔ اس طرح ان کے فارغ اوقات مصروفیت میں تبدیل ہوگئے۔

ہماری والدۂ محترمہ ہمہ وقت تلاوتِ قرآن میں مصروف رہتی

https://www.ashrafia.net

تھیں کیونکہ ان کی نگاہ کمزور تھی، اس لیے ایک بڑے سائز کا قرآنِ پاک جس میں الفاظ آرام سے پڑھے جا سکتے تھے۔ اس میں تلاوت کرتی تھیں۔ والدِ گرامی اشرف المشائخ حضرت ابومحمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ نے سن ۲۰۰۵ء میں وصال فرمایا۔ ان کے وصال کے بعد ہم نے ہر اسلامی مہینے کی ۱۳ تاریخ کو ان کی ماہانہ فاتحہ رکھی، جس میں مغرب سے عشاء تک نعت خوانی اور اس کے بعد ایصالِ ثواب کیا جاتا تھا۔ مریدین و معتقدین ہر مہینے اپنے پیر و مرشد کے لیے جو کچھ پڑھتے تھے وہ پرچے پر لکھ کر ہمیں دے دیا کرتے تھے۔ والدۂ محترمہ ہر مہینے ایک کلامِ پاک مکمل کیا کرتی تھیں اور جب ہم ۱۳ تاریخ کو محفل میں جاتے تو فرماتی تھیں کہ ایصالِ ثواب کے لیے میری طرف سے ایک کلامِ پاک بھی لکھ لینا یعنی جیسے ہی کلامِ پاک مکمل ہوتا تھا تو فوراً دوسرا شروع کر دیتی تھیں۔ اس طرح انہوں نے ہر مہینے ایک کلامِ پاک مکمل کیا۔ ہم نے دیکھا کہ صبح دوپہر شام جب ان کو وقت ملتا تھا فوراً کلامِ پاک کھول کر بیٹھ جاتی تھیں اور تلاوت شروع کر دیتی تھیں۔ والدِ گرامی کے وصال کے چھ سال بعد والدہ محترمہ نے وصال فرمایا۔ ان چھ سالوں میں ہر مہینے اپنے شوہر کے لیے ایک کلامِ پاک پڑھا اس طرح انہوں نے چھ سال میں بہتر (۷۲) کلامِ پاک اپنے شوہر کے لیے پڑھے اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے اپنا سارا وقت تلاوتِ قرآنِ پاک میں گزارا۔ اس کے علاوہ والدِ محترم نے انہیں اللہ الصمد پڑھنے کے لیے بتایا تھا۔ چنانچہ روزانہ کئی ہزار مرتبہ اللہ الصمد پڑھا کرتی تھیں۔ اس مصروفیت کی وجہ سے وہ ان تمام کاموں سے دور رہیں جو عورتیں کرتی ہیں ورنہ عورتیں خالی اوقات میں یہ کام کرتی ہیں ایک دوسرے کی برائی، لگائی بجھائی، بیٹیوں کے کان بھرنا، لڑائیاں کروانا، دوسروں کے معاملات میں بے جا مداخلت کرنا، ان تمام چیزوں سے وہ مبرہ تھیں مرید خواتین اور ان کے علاوہ خاندان کی خواتین بھی ان سے مشورہ لینے کے لیے آتی تھیں اور آپ انہیں بہترین مشورہ دیا کرتی تھیں۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس طرح تمام فارغ البال عورتیں نماز، تلاوتِ قرآن، اور وظائف کو اپنا معمول بنا لیں تو گھروں کے آدھے سے زیادہ جھگڑے ختم ہو جائیں کیونکہ جتنے جھگڑے ہوتے ہیں وہ انہی عورتوں کی وجہ سے ہوتے ہیں جن کو کوئی کام نہیں ہوتا۔ یہاں ہم اس بات کی بھی وضاحت کر دیں کہ تمام ریٹائرڈ مرد اور فارغ البال خواتین ایسی نہیں ہوتیں الا ماشاء اللہ بہت سے مرد و خواتین ایسے بھی ہیں جنہوں نے اپنے فارغ اوقات کو بہترین مصروفیات میں تبدیل کیا ہے اور وہ بہترین زندگی گزار رہے ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو وقت کی قدر کرنے اور نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

خاکِ پائے مخدوم سمنانی

ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی

سجادہ نشین درگاہِ عالیہ، اشرف آباد، فردوس کالونی

https://www.ashrafia.net

درسِ قرآن

حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی الرحمۃ علیہ

پارہ نمبر۷، سورۃ المآئدہ آیت نمبر: ۹۲ تا ۹۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا

وَاَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاحۡذَرُوۡا فَاِنۡ تَوَلَّیۡتُمۡ فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا عَلٰی رَسُوۡلِنَا الۡبَلٰغُ الۡمُبِیۡنُ ﴿۹۲﴾ لَیۡسَ عَلَی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیۡمَا طَعِمُوۡۤا اِذَا مَا اتَّقَوۡا وَّ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوۡا وَّ اٰمَنُوۡا ثُمَّ اتَّقَوۡا وَّ اَحۡسَنُوۡا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۹۳﴾

ترجمہ: اور پیروی کرو اللہ کی اور پیروی کرو رسول کی اور ہوشیار رہو تو اگر تم پھر جاؤ تو جان لو ہمارے رسول پر کھلا حکم پہنچا دینا ہے۔ نہیں ان پر جو ایمان لائے اور عمل نیک کیے کوئی گناہ اس پر جو انہوں نے کھایا جب کہ ڈریں اور ایمان لائیں اور نیک عمل کریں پھر ڈریں اور ایمان لائیں پھر ڈریں اور نیک رہیں اللہ دوست رکھتا ہے نیکوکاروں کو۔

شانِ نزول:

وَاَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ........ الۡبَلٰغُ الۡمُبِیۡنُ ﴿۹۲﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے جو بندہ پیئے گا، اللہ تعالیٰ کا قطعی فیصلہ ہے کہ قیامت کے دن اس کو طینۃ الخبال پلائے گا“۔ طینۃ الخبال جہنمیوں کا پسینہ ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے کہ: ”جس نے دنیا میں شراب پی اور توبہ نہ کی یونہی مر گیا اللہ تعالیٰ اس کو آخرت کی شرابِ طہور سے محروم کر دے گا۔ (رواہ البخاری)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جس نے شراب پی اللہ اس کی چالیس صبح تک کی نماز قبول نہیں فرماتا اگر وہ توبہ کرے تو اللہ توبہ قبول فرماتا ہے پھر اگر وہ اس ذلیل گناہ میں دوبارہ مشغول ہو جائے تو چالیس دن تک کی نماز قبول نہیں کرتا حتی کہ بار بار تکرار پر توبہ بھی قبول نہیں کرتا۔ طینۃ الخبال کا پانی اس کو پلائے گا۔ (رواہ الترمذی) اس کا حال تو یہ ہے ۔

شب کو مے پی صبح کو توبہ کر لی
رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

https://www.ashrafia.net

یہ وعید و تہدید ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکمِ الٰہی صاف صاف پہنچا دیا تو ان کا فرض ادا ہو گیا۔ اب جو اعراض و انحراف کرے وہ مستحق عذابِ آخرت ہے۔

اب وہ جو شراب حرام کیے جانے سے قبل وفات پا چکے ان کی برأت کی گئی۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ......وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۳﴾

شانِ نزول:

یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جو شراب کی حرمت سے قبل انتقال کر چکے تھے تو حرمتِ شراب کا آنے کے بعد صحابہ کرام کو ان کی فکر ہوئی کہ اُن سے اس کا مواخذہ ہوگا یا نہ ہوگا؟ اس کا جواب دے کر مطمئن کیا گیا کہ حکم آنے سے پہلے جو کچھ کھایا پیا اس پر وہ گنہگار نہیں ہیں۔ (روح المعانی ملخصاً)

جُنَاحٌ کی تنوین عموم کے لیے ہے یعنی کسی قسم کا گناہ ہو صغیرہ ہو یا کبیرہ۔

فِيْمَا سے مراد شراب و جوا ہے۔

طَعِمُوْا کا معنی کھانا چکھنا۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّيْٓ یعنی جو نہر کا پانی نہ چکھے گا نہ پیے گا

اب اس آیت میں طعم عام ہے جس میں شراب پینا، جوئے کی آمدنی کھانا سب ہی شامل ہیں۔ آیہ کریمہ میں اتَّقَوْا کا لفظ تین جگہ آیا ہے اس کا معنی ڈرتے اور پرہیز کرنے کے ہیں۔

اس میں پہلے شرک سے ڈرانا اور پرہیز کرنا۔

دوسرے سے شراب اور جوئے سے بچنا

تیسرے سے تمام محرمات سے پرہیز کرنا ہے۔

(مدارک، خازن، جمل)

"تقویٰ" سے مراد شراب پینے سے بچنا۔

"ایمان" سے مراد ایمان پر قائم رہنا ہے اور باقی تمام گناہوں سے بچنا ہے۔

"احسان" سے مراد بقیہ نیک اعمال کرنا ہے۔

یہاں تین جگہ "تقویٰ" کا ذکر ہے وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ سے مراد تقوی و ایمان والے ہیں۔

...... ✷ ...... ✷ ...... ✷ ......

قرآن شفاعت کرے گا

صحابی رسول حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی آخری الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جس شخص نے قرآن پاک سیکھا اور سکھایا اور جو کچھ قرآن پاک میں ہے اُس پر عمل کیا قرآن شریف اس کی شفاعت کرے گا اور جنّت میں لے جائے گا۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر ج:۴۱ ص:۳، اَلْمُعْجَمُ الْكَبِيْرُ لِلطَّبَرَانِي، ج:۱۰، ص:۱۹۸، حدیث ۱۰۴۵۰)

https://www.ashrafia.net

درس حدیث

حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ

وَعَنْ اَبِي الْجُهَيْمِ ابْنِ الْحَارِثِ ابْنِ الصِّمَّةِ قَالَ مَرَرْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَبُوْلُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ حَتّٰى قَامَ اِلٰى جِدَارٍ فَحَتَّهٗ بِعَصًا كَانَتْ مَعَهٗ ثُمَّ رَدَّ عَلَيَّ وَلَمْ اَجِدْ هٰذِهِ الرِّوَايَةَ فِي الصَّحِيْحَيْنِ وَلَا فِيْ كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ وَلٰكِنْ ذَكَرَهٗ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

الفصل الثانی

وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِنَّ الصَّعِيْدَ الطَّيِّبَ وَضُوْءُ الْمُسْلِمِ وَاِنْ لَّمْ يَجِدِ الْمَآءَ عَشْرَ سِنِيْنَ فَاِذَا وَجَدَ الْمَآءَ فَلْيُمِسَّهٗ بَشَرَهٗ فَاِنَّ ذٰلِكَ خَيْرٌ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَى النَّسَآئِيُّ نَحْوَهٗ اِلٰى قَوْلِهٖ عَشْرَ سِنِيْنَ۔

ترجمہ:

روایت ہے حضرت جہیم ابن حارث ابن صمہ رضی اللہ عنہ سے (۱) فرماتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر گزرا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم استنجاء فرمارہے تھے، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہ دیا حتی کہ آپ دیوار کی طرف گئے، اسے لاٹھی سے جو آپ کے ساتھ تھی کھرچا (۲) پھر اپنے ہاتھ دیوار پر لگائے پھر اپنے چہرے اور ہاتھوں پر مسح کیا (۳) پھر میرا جواب دیا (۴) میں نے یہ روایت نہ تو صحیحین میں پائی اور نہ کتاب حمیدی میں لیکن اسے شرح سنہ میں ذکر کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے (۵)

دوسری فصل

روایت ہے ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پاک مٹی مسلمان کا آبِ وضو ہے، اگرچہ دس سال پانی نہ پائے (۶) پھر جب پانی پائے تو اس سے اپنا بدن دھوئے کہ یہ یقیناً بہتر ہے (۷) (احمد، ترمذی، ابوداؤد) نسائی نے اس کی مثل روایت کی دس سال کے قول تک۔

صحابی کا تعارف:

(۱) آپ مشہور صحابی انصاری ہیں، ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کے بھانجے ہیں، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں وفات پائی (۲) کیونکہ دیوار کے ظاہری حصے پر یا پلیدی تھی یا کیڑے مکوڑے اس کھرچنے سے تیمم کے لیے پاک وصاف مٹی ظاہر ہوگئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوسرے کی دیوار پر بغیر اجازت

https://www.ashrafia.net

تیمم کرلینا اور ضرورۃً کچھ کھرچ لینا جس سے دیوار کو نقصان نہ ہو جائز ہے(۳) یعنی دو بار ہاتھ مارے ایک بار چہرے کے لیے اور دوسری بار کہنی تک ہاتھوں کے لیے (۴) خیال رہے کہ قضاء حاجت کی حالت میں سلام کرنا منع اور اگر کوئی کردے تو جواب واجب نہیں۔ حضور جانِ عالم ﷺ کا یہ جواب دینا اخلاق کریمانہ کی بناء پر تھا۔ اس کی تحقیق بَابُ مُخَالَطَةِ الْجُنُبِ میں کی جا چکی ہے کہ حضور ﷺ کا یہاں جواب سلام کے لیے تیمم کرنا، ایک خاص حال تھا اور طہارت و غیر طہارت ہر حال میں ذکر خدا کرنا قانون شرعی تھا، نیز پانی کے ہوتے ہوئے تیمم کرنا ایسا تھا جیسے نماز جنازہ کے لیے تیمم کرلینا، لہٰذا نہ حدیثیں متعارض ہیں اور نہ اس پر یہ اعتراض ہے کہ یہ تیمم جائز کیونکر ہوا (۵) یہ مصنف پر اعتراض ہے کہ وہ فصلِ اوّل میں غیر شیخین کی روایت لے آئے۔

(۶) یہ حدیث امام اعظم رضی اللہ عنہ کی قوی دلیل ہے کہ تیمم وضو کی طرح طہارت مطلقہ اور کاملہ ہے، لہٰذا ایک تیمم سے ایک وقت میں بھی چند نمازیں پڑھ سکتے ہیں اور ایک وقت کے تیمم سے کئی وقت تک نمازیں پڑھ سکتے ہیں، کیونکہ اسے حضور ﷺ نے وضو قرار دیا تو جو وضو کا حکم ہے وہی اس کا حکم ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے ہاں تیمم ضرورت طہارت ہے کہ وقتِ نماز نکل جانے سے تیمم ٹوٹ جاتا ہے اور ایک تیمم سے چند نمازیں نہیں پڑھ سکتے۔ حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: ”آپ ہر نماز کے لیے الگ تیمم کرتے تھے“ یہ استحباباً تھا جیسے وضو پر وضو کرلینا (۷) بہتر سے مراد اصل ہے یعنی پانی اصل طہارت ہے اور اس کی عدم موجودگی میں تیمم اس کا نائب، جب اصل آگیا تو نائب کی گنجائش نہ رہی۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ تیمم بھی جائز ہے مگر وضو بہتر، رب فرماتا ہے: اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا۔

”آمد رمضان شریف“

نظر آیا ہلالِ نو مبارک وقت شام آیا
جہاں میں نور پھیلتا ہوا ماہِ صیام آیا
نظر اس ماہ میں ہر مرد مومن شاد کام آیا
مسلمانوں میں ہے جوشِ طرب ماہِ صیام آیا
تلاوت میں عبادت میں ڈھلا دن وقت شام آیا
چھپائے لیلۃ القدر مبارک کو تہہ داماں
علی اعلان بزم دھر میں ماہِ صیام آیا
تراویح و نوافل کے لیے ہر شب مساجد میں
ہجوم اہلِ ایماں باادب با احترام آیا
شفاعت مصطفٰی نے کی نمازی، روزہ داروں کی
ہجوم حشر میں ذوق و صلوٰۃ و صوم ہی کام آیا
بنا آئینہ سینہ دل کا ہر گوشہ چمک اُٹھا
نظر طور نظر جب اے ضیاؔ راہ تمام آیا

https://www.ashrafia.net

گوشۂ سیرت

محبوبِ کبریا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بحیثیتِ ماہرِ نفسیات

جناب راشد عزیز وارثی صاحب

اصل موضوع پر گفتگو کرنے سے قبل یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ نفسیات کیا ہے؟

نفسیات ایک علم ہے جیسے کہ دوسرے علوم ہیں مثلاً صرف، نحو فقہ منطق اور فلسفہ وغیرہ۔

جس طرح ہر علم کی ایک خاص اہمیت ہوتی ہے اسی طرح علم نفسیات کی بھی معاشرے میں ایک خاص اہمیت ہے۔ اگر غور کیا جائے تو پتا چلتا ہے کہ زندگی کا ہر شعبہ علمِ نفسیات کے زیرِ اثر ہے۔ خصوصاً کسی معاشرے کی اصلاح وارتقاء کا کام اس علم کی غیر موجودگی میں ناممکن ہے۔ مزید بحث کرنے سے قبل یہ جاننا انتہائی ضروری ہے کہ نفسیات کے لغوی معنی کیا ہیں؟ اور اس کی تعریف کیا ہے؟

علم نفسیات سے مراد وہ علم ہے جس میں نفس سے متعلق معاملات پر غور وخوض کیا جائے۔

نفس عربی زبان کا مونث لفظ ہے جس کے معنی بڑے وسیع ہیں قرآن پاک میں آیت کریمہ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ میں نفس کا معنی ''ذی روح'' مترجمین نے بتایا ہے۔

طب میں مخزن الجواہر از شمس الاطباء غلام جیلانی خان صاحب کے مطابق لفظ نفس کے معانی جان اور روح کے ہیں اور اس کی جمع نفوس ہے اور لفظ نفَس کے معانی دم (خون) اور سانس کے ہیں اور اس سے مراد وہ ھوا ہے جو سانس کے ذریعہ اندر جاتی اور باہر آتی ہے اس کی جمع انفاس ہے قرآن پاک میں جو لفظ استعمال ہوا ہے وہ ''نفس'' ہے اور اسی لفظ سے لفظ ''نفسیات'' بنا ہے۔

غور فرمائیں تو پتا چلے گا کہ نَفَس ہو یا نَفْس۔ ہر ایک کا تعلق ذی روح سے ہے اور ذی ارواح میں سے جس کے بارے میں ہم اس مضمون میں بات کررہے ہیں وہ ذاتِ انسانی ہے۔ اب ہم اگر یہ کہیں کہ ذات انسانی کا عمل نفس سے گہرا تعلق ہے تو غلط نہ ہوگا کیونکہ سانس اور روح ہوگی تو ذات انسانی قائم رہ سکے گی گویا نفس اور جسم انسانی دونوں لازم وملزوم ہیں۔ پس اس بحث کی روشنی میں اب ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ انسان کے نفس کے معاملات پر غور وفکر کرنے والا علم ہی ''علم نفسیات'' کہلاتا ہے۔

https://www.ashrafia.net

ماہرین نفسیات نے اس کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔ وہ علم جو ذہنی اعمال اور کردار کا مطالعہ کرتا ہے ''علمِ نفسیات'' کہلاتا ہے۔ جیسا کہ کسی بھی علم کا ماہر بننے کے لیے ضروری ہے کہ آدمی اس علم کی زیرِ مطالعہ اشیاء کا اچھی طرح جائزہ لے کر ان پر خوب غور وفکر کرے انہیں سمجھے اور ان کی خوب جانچ پڑتال کرے۔

اسی طرح علمِ نفسیات کا ماہر بننے کے لیے ضروری ہے کہ سب سے پہلے اپنے آپ کو پہچانے اپنے حالات کا اچھی طرح جائزہ لے اور ان پر خوب غور وفکر کرے جو شخص خود اپنی ذہنی الجھنوں کو نہیں سلجھا سکتا، وہ کبھی بھی ماہر نفسیات نہیں بن سکتا۔ گویا ایک کامیاب ماہر نفسیات بننے کے لیے اپنے آپ کو پہچاننا انتہائی لازمی ہے اور اپنے آپ کی پہچان ہی انسان کی معراج ہے جیسا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّ یعنی ''جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا گویا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا''۔

مندرجہ بالا ارشاد رسول ﷺ اس بات کی قوی دلیل ہے کہ آپ ایک اعلیٰ پائے کے ماہر نفسیات بھی ہیں کیونکہ اس بات کی تائید تمام موجودہ دور کے ماہرین نفسیات بھی کرتے ہیں کہ جو شخص اپنے آپ کو نہیں پہچان سکتا وہ ماہر نفسیات نہیں بن سکتا۔ کتاب ''محسن اعظم اور محسنین'' میں فاضل مصنف جناب فقیر وحید الدین رقمطراز ہیں کہ (غزوہ حنین کے بعد) غنیمت کا مال تقسیم کرتے وقت حضور اقدس ﷺ نے قریش اور بعض بدوی سرداروں کے ساتھ فیاضانہ سلوک کیا۔ اس پر انصار کے بعض نو جوانوں میں چہ می گوئیاں ہونے لگیں۔ جب حضور جانِ عالم ﷺ کو اس کا علم ہوا تو ایک فوجی جرنیل کی حیثیت سے تنقید کرنے والے فوجی آدمیوں کو سزا دینے یا انہیں سرزنش کرنے کے بجائے حضور سیدِ عالم ﷺ نے انصار کو اکٹھا کر کے فرمایا: ''اے جماعت انصار! کیا یہ سچ نہیں ہے کہ تم لوگ گمراہ تھے اللہ تعالیٰ نے میری بدولت تم کو ہدایت عطا فرمائی۔

انصار نے عرض کیا: بے شک اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے، میری بدولت تم میں اتفاق پیدا ہوا؟''

انصار نے عرض کیا: بے شک! آپ ﷺ نے ہم پر بڑا احسان فرمایا۔

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم لوگ نادار تھے میری بدولت اللہ نے تمہیں غنی کیا''

انصار نے عرض کیا: بے شک اللہ اور رسول ﷺ کا ہم پر بڑا احسان ہوا۔

آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''تم مجھے یوں جواب دے سکتے ہو کہ ساری دنیا نے آپ کو جھٹلا دیا اور ہم نے آپ کی تصدیق کی۔ سب نے چھوڑ دیا اور ہم نے پناہ دی تو محتاج تھا، ہم نے تیری مدد کی اور میں تمہاری ان باتوں کی تصدیق کروں گا۔ اے جماعتِ انصار! کیا تم لوگ یہ پسند نہیں کرتے کہ لوگ

https://www.ashrafia.net

اونٹ اور بکریاں لے کر اپنے گھروں کو جائیں اور محمد ﷺ کو اپنے گھر لے جاؤ"۔

یہ سن کر انصار بے اختیار رو پڑے یہاں تک کہ آنسوؤں سے ان کی داڑھیاں تر ہو گئیں اس فرمان کی سادگی اثر انگیزی اور نفسیاتی انداز اپنی جگہ اعجاز ہے۔

قربان جایئے! حضور نبی کریم ﷺ کی طرزِ اصلاح پر کون ہے جو آپ ﷺ کے اس طرزِ اصلاح کو نفسیاتی طریقے کے خلاف قرار دے سکے۔ دوسروں کو نصیحت کرنے سے پہلے اس پر خود عمل پیرا ہونا انتہائی لازمی کام ہے۔ تمام اہل عالم اس حقیقت سے خوب اچھی طرح واقف ہیں کہ کسی سگریٹ نوش کی کسی دوسرے کو سگریٹ نہ پینے کی نصیحت اس وقت تک بے اثر ثابت ہوگی جب تک وہ خود سگریٹ نوشی ترک نہیں کرتا اور دوسروں کو وہ مثال نہیں دیتا کہ دیکھو، میں نے سگریٹ نوشی ترک کردی ہے۔ اس کے یہ یہ نقصانات تھے اور اب اس کے ترک کرنے سے یہ یہ فوائد حاصل ہو رہے ہیں۔ اسلامی معاشرے میں عالم بے عمل کی کوئی جگہ نہیں ہے۔

ابھی محبوب کبریا خاتم الانبیاء ہادی راہِ ہدیٰ ﷺ مکہ مکرمہ میں جلوہ افروز تھے۔ اسلام کے خلاف کفر و باطل کی چیرہ دستیاں اپنے عروج پر تھیں کہ ایک روز آپ ﷺ ایک بازار میں سے گزر رہے تھے کہ آپ ﷺ کی نظر ایک بوڑھی عورت پر پڑی، جو بڑی مشکل سے ایک کافی بھاری گٹھڑی سر پر اٹھائے گھر کی طرف جا رہی تھی۔ یہی نظر آتا تھا کہ اب گری کہ اب گری۔ سب اپنے کاموں میں مصروف تھے کسی کو بھی اس بڑھیا کی مدد کا خیال نہ آیا۔ حضور سید کونین ﷺ فوراً آگے بڑھے اور مائی سے گٹھڑی لی اور اس کے گھر جا کر اتاری مائی نے آپ ﷺ کا شکریہ ادا کیا وہ آپ ﷺ کو پہچانتی نہ تھی۔ آپ ﷺ کو نصیحت کرتے ہوئے کہنے لگی کہ: "بیٹا! سنا ہے کہ اس علاقے میں ایک بہت بڑا جادوگر رہتا ہے، میری نصیحت یہ ہے کہ تم اس سے بچنا اور اس کے پاس بھی نہ جانا۔ کیونکہ جو بھی اس کا کلام سنتا ہے اس پر ایک جادو سا ہو جاتا ہے اور پھر وہ اس کا ہو کر رہ جاتا ہے اس ساحر کا نام "محمد" ہے۔

یہ باتیں حضور نبی پاک ﷺ نے بڑی خندہ پیشانی سے سنیں اگر آپ ﷺ نفسیات طریقہ کار نہ اپناتے اور اس بات کا برا مناتے تو یقیناً یہ زیادتی نہ ہوگی کیونکہ مائی خود آپ ﷺ کے سامنے آپ کو برا بھلا، بلاوجہ کہہ کر خود زیادتی کی مرتکب ہو رہی تھی مگر حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ نے بجائے غصہ کرنے کے انتہائی پیارے انداز میں مسکرا کر فرمایا کہ: "مائی! وہ محمد ﷺ تو میں ہی ہوں"۔ یہ سنتے ہی مائی تو گویا شرم سے زمین ہی میں گڑ گئی لیکن فوراً ہی کہنے لگی کہ: "اگر واقعی محمد تم ہی ہو تو پھر تمہاری باتیں واقعی سچی ہیں تم کسی صورت جھوٹے نہیں ہو سکتے" اور وہ بڑھیا اسی وقت ایمان لے آئی۔

ذرا غور فرمائیں کہ اگر حضور سیدِ عالم ﷺ سخت رویہ اختیار فرماتے تو مگر آپ ﷺ نے نفسیاتی طریقہ کار اختیار فرمایا اور اپنے حسن اخلاق سے بڑے بڑے سخت دلوں کو پل بھر میں

https://www.ashrafia.net

موم سے زیادہ نرم کر دیا۔

عاشق رسول ڈاکٹر علامہ اقبال نے درست ہی ارشاد فرمایا کہ

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

علامہ اقبال نے تو اس شعر میں ایک عام مومن کی بات کرتے ہوئے اس کی شان واضح فرمائی ہے۔ آپ خود سوچیں کہ اگر ایک عام مومن کی یہ شان ہے تو اس تمام مومنین کے دلوں کو نورِ ایمان سے منور کرنے والے کی کیا شان ہوگی۔ بقول شاعر ؎

چاہے تو اشاروں سے اپنے کایا ہی پلٹ دے عالم کی
یہ شان ہے خدمت گاروں کی، سرکار کا عالم کیا ہوگا

فتح مکہ کے بعد کا ایک واقعہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ حرم کعبہ میں حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ دیا اور خطبہ کے بعد مجمع پر ایک نظر دوڑائی، تو سامنے ان لوگوں کو پایا کہ جن کا دامن عداوتِ اسلام سے داغدار تھا۔ ان میں وہ بھی تھے کہ جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل خانہ سے مکمل قطع تعلق کر کے شعب ابی طالب میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا تھا اور وہ لوگ بھی موجود تھے کہ جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساحر، شاعر اور دیوانہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر برسائے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر وقت تکالیف پہنچانے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی سازشوں میں مصروف رہتے تھے
اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تو ان ظالموں کو چشم زدن میں تہہ تیغ کر دیا جاتا، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بڑا خوبصورت نفسیاتی طریقہ کار اختیار کیا اور فرمایا کہ: ''آج کے روز تم سے کوئی باز پرس نہیں جاؤ! تم سب آزاد ہو''۔

مقامِ فکر ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام تر قوتیں اپنے ہاتھ میں ہونے کے باوجود کام نہیں لیا۔ اگر سختی کرتے تو وہ بھی جائز تھی اور اسلام اس طرح بھی پھیل سکتا تھا لیکن کچھ ہی عرصہ بعد مخالفین اسلام یہ کہہ کر کہ ''اسلام بزور شمشیر پھیلایا ہے'' اسلام کے خلاف تحریک چلا کر مسلمانوں کو گمراہ کر سکتے تھے۔ گو اس قسم کی باتیں آج بھی غیر مسلم کرتے ہیں، مگر ان کی باتوں میں کچھ وزن نہیں ہے، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفسیاتی طریقہ کار کو استعمال کرتے ہوئے، حسن اخلاق سے کام لے کر دشمنوں کو بھی اپنا گرویدہ بنالیا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ان کے دل سے دشمنی کا نام ونشان تک مٹا دیا۔

مندرجہ بالا واقعات کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک عظیم ماہر نفسیات بھی ہیں۔ یہی نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر علم اور ہر فن میں یکتائے روزگار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ سے ہر موضوع پر راہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے اور ہم یقیناً یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو کوئی فضیلت دی ہے تو کسی کو کوئی فضیلت مگر اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی قدر میں دنیا بھر کی تمام فضیلتیں اور برکتیں اکٹھی کر دی ہیں۔

حسنِ یوسف ، دمِ عیسیٰ ، یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

https://www.ashrafia.net

ماہِ شعبان اور نوافل شب برأت

اشرف المشائخ حضرت ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

شعبان کا مہینہ بڑی عظمت و بزرگی کا مہینہ ہے۔ حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے اس مہینہ کو اپنی طرف منسوب فرمایا ہے اور آپ ﷺ شعبان میں کثرت سے روزہ رکھتے اور نوافل پڑھا کرتے تھے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ کثرت نوافل اور نماز روزے سے اس مہینے کو آباد رکھیں شعبان کی اوّل رات میں بارہ رکعت نفل ادا کریں۔ ہر رکعت میں بعد الحمد کے پندرہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھیں ان نفلوں کا بڑا ثواب ہے۔ شعبان کے مہینے میں پندرھویں شب بڑی افضل ہے۔

شب برأت کے نوافل:

امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اُٹھو! شعبان کے مہینے کی پندرھویں شب کو، اس لیے کہ بالیقین یہ رات مبارک ہے۔ اللہ تعالیٰ اس رات کو اپنے بندوں سے ارشاد فرماتا ہے: ''ہے کوئی جو بخشش چاہتا ہو مجھ سے تاکہ میں بخش دوں اور تندرستی مانگے تو میں اُسے تندرستی دوں اور ہے کوئی محتاج کہ آسودہ حالی چاہتا ہو تاکہ اس کو آسودہ کردوں'' چنانچہ صبح تک یہی ارشاد ہوتا ہے''۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''جو شخص دوزخ سے نجات چاہتا ہو اس کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور خوب کرے، اللہ تعالیٰ اس رات میں اپنے بندوں پر ۳۰۰ دروازے رحمت کے کھول دیتا ہے اور بخش دیتا ہے سب کو مگر شرک، جادوگر، نجومی، بخیل، شرابی، کینہ پرور، سود خور اور زانی کو نہیں بخشتا جب تک کہ وہ سچے دل سے توبہ نہ کرے''۔

روایتوں میں ہے کہ اس شب میں عبادت کی نیت سے غسل کر کے دو رکعت تحیۃ الوضو پڑھے۔ ہر رکعت میں الحمد کے بعد آیۃ الکرسی ایک مرتبہ اور سورۂ اخلاص تین بار پڑھیں اور مغرب کے وقت ہی عبادت میں مشغول ہو جائیں تاکہ نامۂ اعمال کی ابتداء اچھے کاموں سے ہو۔ غروبِ آفتاب سے پہلے چالیس مرتبہ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھے۔

بعد نمازِ مغرب چھ رکعت نماز نفل دو دو رکعت کرکے پڑھیں پہلی بار درازیٔ عمر بالخیر، دوسری بار دفع بلا، تیسری بار مخلوق کا محتاج نہ ہونے کی نیت سے پڑھیں..... (بقیہ صفحہ نمبر:27)

https://www.ashrafia.net

”شانِ اولیاء“

﴿قسط: آخری﴾

ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی

گزشتہ سے پیوستہ:

لیکن آئندہ اس قسم کا جملہ میری زبان سے نکل جائے تو مجھے قتل کر ڈالنا، اس کے بعد دوبارہ حالتِ وجد میں پھر آپ نے یہی جملہ کہا۔ جس پر آپ کے مریدین قتل کرنے پر آمادہ ہو گئے لیکن پورے مکان میں انہیں ہر سمت بایزید ہی بایزید نظر آئے

اب آگے ملاحظہ فرمایئے:

اور جب انہوں نے چھریاں چلانی شروع کیں تو ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے پانی پر چھریاں چل رہی ہوں اور آپ کے اوپر اس کا قطعاً کوئی اثر نہیں ہوا۔ پھر وہ صورت رفتہ رفتہ ختم ہوتی چلی گئی تو دیکھا کہ آپ محراب میں کھڑے ہیں اور جب مریدین نے واقعہ بیان کیا تو فرمایا کہ: ”اصل بایزید تو میں ہوں اور جن کو تم نے دیکھا وہ بایزید نہیں تھے“۔

(تذکرۃ اولیاء، شیخ فریدالدین عطار، ص ۹۸، الفاروق بک فاؤنڈیشن لاہور)

اس واقعہ سے یہ معلوم ہوا کہ ان بزرگانِ دین و اولیائے کاملین پر جب اللہ تبارک و تعالیٰ کی محبت کا اثر و غلبہ ہوتا ہے تو ان کی زبان سے ایسے جملے نکلتے ہیں جن کو عوام الناس سمجھ نہیں پاتے اور انہی جملوں کو شطحیات کہتے ہیں۔ شطحیات کے متعلق حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ ”لطائف اشرفی“ میں فرماتے ہیں:

اَلشَّطْحُ هُوَ اِفَاضَةُ مَاءِ الْحِرْفَانِ عَنْ ظَرْفِ اِسْتِعْدَادِ الْعَارِفِیْنَ حِیْنَ الْاِمْتِیَانِ۔

شطح کے معانی یہ ہیں کہ خداشناسوں (عارفوں) کے ظرفِ استعداد کے پُر ہو جانے پر اس سے عرفان کے پانی کا چھلک جانا۔

شطحیہ کی تشریح کا اصول صوفیائے کرام کے اقوال کی روشنی میں

حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ نے مزید فرمایا کہ: ”صوفیائے کرام کا طریقۂ جاریہ اور قانون مقررہ یہ ہے کہ مشائخ کے کلماتِ شطحیات کو نہ تو قبول کرنا چاہیے اور نہ اُن کو رد کرنا چاہیے کہ یہ مقامِ وصول کا مشرب ہے عقل و خرد کی رسائی یہاں نہیں ہے“

بعض صوفیائے کرام نے مشائخ کے 'شطحیات' کی ایسی شائستہ تاویلیں کی ہیں اور جن معنی (محل) میں استعمال کئے گئے ہیں ان کی نہایت خوبی کے ساتھ تشریح کی ہے اور اس طرح کہ وہ ادراک کے قابل بن گئے ہیں اور جو پاک طبع سامع ہے وہ ان

https://www.ashrafia.net

کو سمجھ لیتا ہے۔(نظام یمنی، لطائف اشرفی، مترجم شمس صدیقی بریلوی جلد اول لطیفہ 16، ص573، مطبوعہ گلوبل اسلامک مشن، نیویارک، یو ایس اے، ۱۴۴۵ھ)

یقیناً آپ نے سمجھ لیا ہوگا کہ شطحیات کسے کہتے ہیں اس سلسلے میں بزرگانِ دین کے حالات سے بہت سی مثالیں بیان کی جاسکتی ہیں لیکن ہم اسی پر اکتفا کرتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں

بزرگانِ دین کے تصرفات:

اللہ تعالیٰ کے جب یہ نیک و برگزیدہ بندے اس مقام پر پہنچتے ہیں تو پھر وہ دور ونزدیک اور قریب و بعید سے تصرف کرتے ہیں اور جب کوئی انہیں پکارتا ہے تو وہ جہاں سے بھی پکارے وہ اس کی پکار کو سنتے ہیں اور مدد کرتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ روحانی قوت وطاقت عطا فرمائی ہے۔ روحانی تصرفات کے سلسلے میں بزرگانِ دین و اولیائے کاملین کے بے شمار واقعات موجود ہیں لیکن ہم یہاں چند واقعات پر اکتفا کرتے ہیں۔ بانی سلسلۂ اشرفیہ، تارک السلطنت، محبوب یزدانی حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں۔ آپ کے پیر و مرشد حضرت علاؤ الدین گنج نبات قدس سرہ نے بذریعۂ کشف آپ کو وہ مقام دکھایا تھا جہاں آپ کا مزارِ مبارک بننا تھا چنانچہ سیاحت کے دوران آپ اس مقام کو تلاش فرماتے تھے کئی مقامات اس سے ملتے جلتے دیکھے لیکن فرمایا کہ یہ وہ جگہ نہیں ہے پھر بالآخر اس مقام پر پہنچ گئے جس کی نشاندہی پیر و مرشد نے کی تھی یہ واقعہ ''لطائف اشرفی'' میں اس طرح درج ہے:

''دار السلطنت شہر جون پور سے درویشوں کے پرچموں نے کوچ کیا۔ دو روز بعد موضع کُربنی میں آئے جو فرمودہ مقام کی مانند تھا۔ دو تین روز وہاں ٹھہرے۔ آپ خود وہ جگہ دیکھنے کے لیے نکلے۔ حوض اور تالاب کے گرد چکر لگائے لیکن یہ وہ جگہ نہ تھی جس کا کشف ہوا تھا۔ یہاں سے آگے بڑھنا چاہیے کیوں کہ یہ مقررہ جا نہیں ہے۔ آپ کے حکم کے مطابق علائی و فقرائی ساز و سامان نے اٹھایا اور موضع بہدونڈ میں فروکش ہوئے۔ گاؤں سے باہر ایک باغ تھا وہاں قیام فرمایا۔ قرب وجوار کے لوگ امنڈ پڑے۔ سب سے پہلے جو شخص آپ کی خدمت میں حاضری سے مشرف ہوئے وہ ملک محمود تھے۔ آپ نے اُن پر بہت مہربانی اور عنایت فرمائی جب قیلولے کا وقت ہوا تو آپ نے آم کے ایک درخت کے نیچے جو بے حد سایہ دار تھا آرام فرمایا۔ زوال کے وقت آپ بیدار ہوئے، تو اصحاب نے دیکھا کہ درخت کی مشرقی شاخ مغرب کی جانب آ گئی تھی۔ کچھ وقت تک ملک محمود کے ساتھ گول تالاب کی سیر کی۔ اُس کے اطراف کو غور سے دیکھا تو فرمایا: ''ہمیں حضرت مخدومی نے اسی کا حکم دیا تھا، یہاں کون سی جگہ مناسب رہے گی''۔ ملک محمود نے عرض کی یہاں ایک جگہ ایک جوگی رہتا ہے وہی جگہ بہتر رہے گی۔ اُس کے چاروں طرف تالاب کا پانی ہے لیکن وہ جگہ کافرانہ شعبدے سے خالی نہیں ہے۔ اگر اس جوگی کے باطل شعبدوں کا مقابلہ کر لیا جائے تو اُس سے بہتر اور کوئی جگہ نہیں ہے آپ نے فرمایا: وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ

https://www.ashrafia.net

الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا (پارہ:۱۵، سورۂ بنی اسرائیل، آیت:۸۱)

ترجمہ: ''اور کہو کہ آگیا حق اور مٹ گیا باطل بے شک باطل مٹنے کی چیز ہے''۔ (معارف القرآن)

خیر جگہ دیکھ لیتے ہیں۔ اصحاب کی ایک جماعت اور ملک محمود آگے چل رہے تھے۔ سیر گاہ پہنچے۔ جب آپ نے نظر اٹھا کر دیکھا تو فرمایا۔ کہ یہ ہماری وہی جگہ ہے جس کا حکم حضرت مخدومی نے دیا تھا بے دینوں کو ہٹانا آسان ہے۔ آپ بہت خوش ہوئے۔ خادموں میں سے ایک شخص سے فرمایا۔ اُس سے (جوگی سے) کہو یہاں سے چلا جائے۔ جوگی نے جواب میں کہلوایا، میرا یہاں سے نکلنا آسان نہیں ہے۔ میں پانچ سو جوگی کے برابر ہوں۔ اگر کوئی قوت ولایت سے نکالے تو نکالے ورنہ ممکن نہیں ہے۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ نے جمال الدین راوت کو جو اسی دن شرف بیعت سے مشرف ہوئے تھے حکم دیا کہ جاؤ اور جو کچھ وہ طلب کرے وہی اُس کے سامنے لا کر دکھاؤ۔ جمال الدین کو تھوڑا سا تامل ہوا۔ حکم ہوا سامنے آؤ اور جو پان آپ تناول فرما رہے تھے اپنے ہاتھ سے اُس کے منہ میں ڈال دیا۔ پان چباتے ہی اُن کی حالت منقلب ہوگئی، دلیرانہ آگے بڑھے۔ اسی دوران قدوۃ الکبریٰ نے فرمایا کہ اس متبرک سلسلے اور مشہور خاندان کے بزرگوں سے بہت سے جوگی پہلے بھی جنگ کر چکے ہیں اُسی طرح ہمارے مقابل آگئے ہیں۔ جب ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوئے تو جوگی کرامت کا طلب گار ہوا۔ جمال الدین راوت نے کہا کہ ہر چند اس طرح اور اس قسم کی خلاف عادت باتوں کا اظہار مناسب نہیں ہے، تاہم جو تو کہے گا ضرور کریں گے۔ بیان کرتے ہیں کہ پہلے جوگی نے چیخنے چلانے والی چیونٹیوں کو چھوڑا جو حد پار کر کے آگے بڑھیں، جمال الدین کے میدان پر نگاہ ڈالنے کے تھوڑی دیر بعد شیروں کا لشکر نمودار ہوا۔ اُس نے کہا کہ یہ شیر سب مل کر خوفناک شیر کا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔ آخر کار جوگی نے اپنے ہاتھ کی چھڑی کو ہوا میں اچھالا۔ جمال الدین نے حضرت کا عصا لیا اور ہوا میں جوگی کی چھڑی کے پیچھے لگا دیا۔ حضرت کا عصا ہوا میں بلند ہوا اور جوگی کی چھڑی کو مار مار کر نیچے ڈال دیا جب جوگی کو اپنے تمام ٹوٹکوں کی ناکامی کا احساس ہوا تو عاجزی کے ساتھ سامنے آیا اور کہا کہ مجھے حضرت قدوۃ الکبریٰ کے پاس لے چلو تاکہ میں اسلام قبول کرلوں۔ جمال الدین نے جوگی کا ہاتھ پکڑ کر حضرت قدوۃ الکبریٰ کے قدموں میں ڈال دیا۔ آپ نے جوگی کو کلمہ شہادت پڑھایا، اس کے تمام ساتھی بھی نور ایمانی سے منور ہوئے۔ اُس نے اپنے مذہب کی تمام کتابیں حضرت قدوۃ الکبریٰ کے سامنے جلا دیں۔ آپ نے اُسے ریاضت کے کام میں لگا دیا اور اس کے رہنے کے لیے تالاب کے کنارے ایک جگہ مقرر کر دی۔ جس روز وہ جوگی مشرف بہ اسلام ہوا، اللہ بہتر جانتا ہے پانچ ہزار آدمی آپ کی ارادت سے مشرف ہوئے۔ جب بہت سے لوگ دولت ایمان حاصل کر چکے تو آپ نے اصحاب سے فرمایا کہ درویشوں سے کہو کہ وہ اپنا سامان یہاں لے آئیں۔ اصحاب کو رہنے کی جگہ

https://www.ashrafia.net

تقسیم کردی۔ انھوں نے اپنے اپنے حجرے کھڑے کر لیے۔ ملک محمود نے تھوڑے ہی عرصے میں خانقاہ تعمیر کرادی۔ آس پاس کے معزز گھرانے آپ کی بیعت سے مشرف ہوئے اور ملک الامرا ملک محمود اپنے پیروکاروں اور فرزندوں کو لے کر آئے۔ سب کو آپ کی بیعت کے شرف سے مشرف کرایا۔ آپ نے سب پر مہربانی وعنایت فرمائی۔ جب آس پاس کا علاقہ آپ کو حاصل ہو گیا تو آپ نے اس جگہ کا نام ''روح آباد'' رکھا۔ خانقاہ جو آپ نے باہر تعمیر کرائی تھی اُسے ''کثرت آباد'' سے موسوم فرمایا۔ اسی طرح ایک چھوٹا سا حجرہ جو یہاں تعمیر کرایا تھا اُس کا نام ''وحدت آباد'' رکھا۔ آپ بعض اوقات مخلص اصحاب کو ساتھ لے کر روح آباد کے مشرقی جانب تشریف لے جاتے اور وہاں معارف وحقائق کے اسرار وآثار پر گفتگو ہوتی رہتی۔ جب آپ یہاں آکر تشریف فرما ہوتے تو فرماتے کہ یہاں دل کو بڑا سکون ملتا ہے۔ اسی بنا پر اس جگہ کو ''دارالامان'' کے نام سے موسوم کیا گیا۔ ایک اور جگہ جانب شمال تھی۔ جب آپ کا جی چاہتا وہاں تشریف فرما ہوتے۔ اس جگہ کا نام ''روح افزا'' رکھا۔

آپ نے کئی مرتبہ اپنے دوستوں اور ساتھیوں سے فرمایا۔ کہ یہاں ایسی رونق ہوتی ہے جو اطراف کے لوگوں کو حاصل نہیں۔ یہاں چھوٹے بڑے جمع ہوتے ہیں (علاوہ ازیں) رجال الغیب، اوتاد، اخیار اور اولیائے زمانہ بھی یہاں آتے ہیں اور فیض حاصل کرتے ہیں۔ میرے اصحاب واحباب بھی ضرور بالضرور یہاں سے فیض حاصل کریں''۔

(لطائف اشرفی، جلد ۲، صفحہ ۷۶۶۔۷۷۰)

اس واقعہ سے پتا چلتا ہے کہ حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی نوراللہ مرقدہ کو اللہ تعالیٰ نے کیسی عظیم روحانی قوت عطا فرمائی تھی کہ آپ نے دور بیٹھ کر اپنے روحانی تصرفات کے ذریعے اس جادوگر کا مقابلہ کیا اور نہ صرف یہ کہ اس کے جادو کو سلب کر لیا بلکہ اس کو مسلمان کر کے ریاضت ومجاہدہ کے ذریعے طریقت کے عظیم مقام پر فائز کرادیا۔ اسی طرح کا ایک واقعہ میرے والدِ گرامی و پیر ومرشد حضرت اشرف المشائخ ابومحمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ کا ہے جو آپ کے مرید نے خود ہمیں سنایا۔ ''آپ کے ایک مرید جناب راشد فاروقی اشرفی مرحوم جدّہ میں ایک کمپنی میں ملازمت کرتے تھے انہوں نے ایک مکان کرائے پر لیا اس مکان میں جن کا اثر تھا جب یہ اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک بہت لمبا چوڑا آدمی سامنے کھڑا ہے انہوں نے سلام کیا تو اس نے جواب دیا اور کہا کہ یہ گیلری کا دروازہ کھول دے ورنہ میں تجھے اٹھا کے نیچے پھینک دوں گا۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے دروازہ کھول دیا اور مصلیٰ بچھا کر ''اللہ الصمد'' پڑھنا شروع کر دیا۔ والدِ گرامی حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ نے انہیں ''اللہ الصمد'' پڑھنے کی اجازت دی تھی اور وہ روزانہ ۱۲۰۰۰ مرتبہ اللہ الصمد پڑھتے تھے اس لیے ان کے اندر یہ طاقت تھی کہ انہوں نے اس سے گفتگو بھی کر لی اور کوئی ڈر محسوس نہیں کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ جب

https://www.ashrafia.net

میں پڑھنے کے لیے بیٹھا تو میں نے دیکھا کہ وہ سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور زور زور سے سانس لینا شروع کیا اس کی ناک و منہ سے سفید رنگ کا دھواں نکلنا شروع ہو گیا جس سے پورے کمرے میں سخت بدبو پھیل گئی اور میرا دم گھٹنے لگا اور ایسا محسوس ہوا کہ جیسے میں اب مر جاؤں گا میں نے وہیں سے اپنے پیرومرشد حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ کو پکارا تو میں نے دیکھا کہ آپ میرے اور اس کے درمیان آ گئے۔ آپ کو دیکھتے ہی وہ بھاگ گیا اور آپ کے آتے ہی وہ سارا دھواں ختم ہو گیا۔

یاد رہے کہ جس وقت یہ واقعہ ہوا اس وقت والد گرامی حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ انگلینڈ میں تشریف فرما تھے۔ جب ہم نے بعد میں والدِ محترم سے اس واقعہ کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میں انگلینڈ میں اپنے وظیفے میں مصروف تھا جب راشد نے مجھے پکارا تو میں روحانی طور پر وہاں پہنچا اور میں نے ان کی مدد کی۔ یہ واقعہ ۱۹۷۵ء کا ہے۔

اس سے پتا چلا کہ بزرگانِ دین کی روحانی قوت و طاقت کتنی ہوتی ہے کہ وہ اس کے ذریعے اجنا و شیاطین، جادوگر وغیرہ سے مقابلہ کرتے ہیں۔ اسی لیے ہم اہلسنت و جماعت ان اللہ کے نیک بندوں سے تعلق مستحکم رکھتے ہیں اور ان سے فیوض و برکات حاصل کرتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ یہی ہے کہ جتنے بھی بزرگانِ دین و اولیائے کاملین ہیں یہ سب اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ قوت و طاقت سے سنتے ہیں روحانی تصرف کرتے ہیں اور مدد کرتے ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے فیوض و برکات سے مستفیض فرمائے۔

حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی کے عطا کردہ

ماہِ رمضان کے خصوصی وظائف

پہلا عشرہ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰه۔ ہر نماز کے بعد ۲۰۰ مرتبہ پڑھیں اوّل آخر درود شریف ۱۱ مرتبہ۔ اس طرح پورے دن میں ایک ہزار مرتبہ ہو جائے گا اگر کوئی ایک نشست میں پڑھنا چاہے تو فجر یا عشاء میں پڑھ سکتا ہے۔

دوسرا عشرہ: رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔ ہر نماز کے بعد ۱۰۰ مرتبہ پڑھیں اوّل و آخر درود شریف ۱۱ مرتبہ۔

آخری عشرہ: سورہ قدر: اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ مکمل سورت ہر نماز کے بعد ۲۰ مرتبہ پڑھیں۔ اوّل آخر درود شریف ۱۱ مرتبہ۔ شبِ قدر میں یہی سورت ۱۰۰ مرتبہ پڑھیں۔ اوّل آخر درود شریف ۱۱ مرتبہ اس کے علاوہ تراویح والی تسبیح

سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْت... (الیٰ اخیر)

مکمل تسبیح ۱۰۰ مرتبہ ہر شبِ قدر میں پڑھیں۔ اوّل آخر درود شریف ۱۱ مرتبہ یہ تسبیح نہایت مجرب و مقبول ہے اور اسے پڑھنے والا بارگاہِ خداوندی میں مقبول ہو جاتا ہے

https://www.ashrafia.net

نمازِ تراویح

شارح بخاری و مسلم حضرت علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمہ

امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور جمہور علماء رحمۃ اللہ علیہم اجمعین رمضان المبارک میں وتر کے سواء بیس رکعات کے ساتھ قیام کرتے ہیں امام مالک اگرچہ چھتیس رکعت قیام کرتے ہیں لیکن وہ ہر ترویحہ کے بعد چار رکعت طواف اور رکعات طواف کے قائم مقام پڑھتے ہیں اس طرح ان کا مسلک بھی بیس رکعات قیام ہے۔ اہل ظواہر آٹھ رکعات تراویح پڑھتے ہیں اور اس کے بارے میں سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ رکھتے ہیں اور بیس رکعات تراویح کو بدعت اور مخالف طریقہ رسول قرار دیتے ہیں۔ اس مقالہ میں ہم پہلے بیس رکعات تراویح پر دلیل پیش کریں گے اور اس دلیل پر اہل ظواہر کہ شبہات کے جوابات رقم کریں گے۔ اس کے بعد اس کی دلیل کا تجزیہ کریں گے جس پر ظاہریہ نے آٹھ رکعات تراویح کی اساس رکھی ہے۔

بیس رکعات تراویح: امام عبدالرزاق نے اپنی تصنیف اور امام بیہقی نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے۔

عن ابن عباس ان النبی کان یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ سوی الوتر ۔(شرح النقایہ جلد ۱، ص ۱۰۳)

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام وتر کے علاوہ رمضان کی بیس رکعت پڑھا کرتے تھے۔

اس حدیث پر اہل ظواہر اعتراض کرتے ہیں کہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی ابوشیبہ ابراہیم بن ادھم بن عثمان ہے جس کے ضعف پر محدثین کا اتفاق ہے اس کے جواب میں اولاً گذارش ہے کہ ابوشیبہ پر بلاشبہ بعض ناقدین سے جرح مبہم منقول ہے لیکن بعض محدثین نے اس کی تعدیل بھی فرمائی ہے علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ ابوشیبہ حافظ ہے ابن عدی فرماتے ہیں لَہٗ اَحَادِیثُ صَالِحَۃٌ یزید بن ہارون فرماتے ہیں کہ وہ اعدل القضاۃ تھے یہی وجہ ہے کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں:

حالانکہ ابوشیبہ جد ابوبکر آں قدر ضعف ندارد کہ روایت اوسطروح مطلق ساختہ می شود۔ ''ابوشیبہ اس قدر ضعیف نہیں ہے کہ اس کی روایت کو مطلقاً نظر انداز کر دیا جائے''۔(فتاویٰ عزیزی جلد ۱، ص ۱۱۹)

ثانیاً یہ کہ امام عبدالرزاق اور بیہقی کو جس سند سے یہ حدیث پہنچی ہے اس میں بلاشبہ ابوشیبہ موجود ہے جس کے ضعف کے بعض

https://www.ashrafia.net

محدثین قائل ہیں لیکن امام ابوحنیفہ جنہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے وہ ابوشیبہ پر مقدم ہیں پس جس کی سند میں ابوشیبہ ہوگا وہ ضعیف ہوگی۔ امام صاحب جو اس پر کثیر مراتب سے مقدم ہیں ان کے حق میں اس حدیث کی سند ضعف سے کس طرح متصف ہوگی۔ چنانچہ امام عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں اگر امام ابوحنیفہ کے مذہب کی کسی دلیل کی طرف راوی کے ضعف کی نسبت کی جائے تو وہ ضعف بعد کے راویوں کی نظر سے ہے اور امام اعظم نے جس سند سے حدیث لی ہے وہ ان ضعیف راویوں پر مقدم ہے۔(میزان الشریعۃ الکبری جلد۱،ص۰۷)

ثالثاً علماء اصول نے تصریح کی ہے کہ تلقی بالقبول سے بھی حدیث کو تقویت پہنچتی ہے اور تلقی بالقبول کے بعد وہ حدیث احتجاج اور استدلال کی صلاحیت رکھتی ہے اور چونکہ اس حدیث کو جمہور علماء اور مجتہدین نے قبول کیا ہے لہٰذا اس کا ضعف جاتا رہا۔

رابعاً اس حدیث سے بیس رکعت تراویح پر امام ابوحنیفہ اور دوسرے ائمہ مجتہدین نے استدلال کیا ہے اور جب مجتہد کسی حدیث سے استدلال کرے تو وہ استدلال حدیث کی صحت کی دلیل ہوتا ہے چنانچہ امام عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں۔ کسی حدیث کی صحت کے لیے یہ امر کافی ہے کہ اس سے کسی مجتہد نے استدلال کیا ہو۔

اور علامہ شامی فرماتے ہیں: ان المجتهد اذا استدلال بحدیث کان تصحیحاله کما فی التحریر وغیرہ۔(ردالمختار جلد۲،ص۵۱)

مجتہد جب کسی حدیث سے استدلال کرے تو وہ استدلال اس حدیث کی صحت کی دلیل ہوتا ہے اسی طرح ابن ہمام نے تحریر میں تقریر کی ہے خامساً یہ کہ حدیث آثار صحابہ سے مؤید ہے کیونکہ حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی اور کثیر جید صحابہ سے مروی ہے کہ وہ بیس رکعات تراویح پڑھا کرتے تھے۔ ملاحظہ فرمایئے امام بیہقی نے اپنی سنن میں سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے۔

عن السائب ابن یزید قال کانوا یقومون علی عهد عمر فی شهر رمضان بعشرین رکعة۔

(سنن بیہقی جلد۲،ص۴۹۶ فتح الباری جلد۵،ص۱۵۷)

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ حضرت عمر کے زمانہ میں لوگ بیس رکعات تراویح پڑھا کرتے تھے۔

نیز امام ترمذی اپنی صحیح میں فرماتے ہیں: و اکثر اهل العلم علی ماروی عن علی و عمر وغیرهما من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم عشرین رکعة۔ (جامع ترمذی ص۹۹)

اکثر اہل علم کا مسلک حضرت علی، عمر اور دوسرے صحابہ کی روایت کے مطابق بیس رکعات تراویح ہے۔

اور علامہ بدالدین عینی فرماتے ہیں۔ ہمارے اصحاب حنفیہ اور شافعیہ وحنابلہ نے بیہقی کی اس حدیث صحیح سے استدلال کیا ہے کہ جو سائب بن یزید سے مروی ہے کہ حضرت عمر کے زمانہ میں لوگ بیس رکعات تراویح پڑھا کرتے تھے اسی طرح حضرت علی اور عثمان کے زمانیں میں۔(عمدۃ القاری جلد۷،ص۱۷۸)

سادساً حضرت عمر اور دیگر صحابہ کا بیس رکعات تراویح پڑھانا اس امر کی دلیل ہے کہ ان کے پاس بیس رکعات پر اصل صحیح موجود تھی ورنہ العیاذ باللہ لازم آئے گا کہ ان اجلہ اور فاضل

https://www.ashrafia.net

صحابہ نے حضور ﷺ کی مخالفت کی ہو اور یہ صحابہ کرام سے کبھی مقصود نہیں ہو سکتا چنانچہ علامہ شامی و شیخ حسن بن عمار فرماتے ہیں۔ اسد بن عمر یوسف سے روایت کرتے ہیں کہ ابو یوسف نے امام ابو حنیفہ سے تراویح اور حضرت عمر کے فعل کے بارے میں پوچھا امام اعظم نے فرمایا کہ تراویح سنت مؤکدہ ہے حضرت عمر نے اسے اپنی طرف سے اختراع نہیں کیا اور انہوں نے بغیر اصل صحیح اور فرمان نبوی کے تراویح کا امر نہیں فرمایا۔

(ردالمختار جلد ۱، ص ۶۵۵)(مراقی الفلاح علی هامش الطحطاوی ص ۲۲۶)

اس مقام پر یہ شبہ بھی پیش کیا جاتا ہے کہ صحابہ کرام سے گیارہ رکعات تراویح پڑھنے کی بھی روایت بیہقی اور دوسری کتب حدیث میں موجود ہے اس کا جواب امام بیہقی نے مرحمت فرمایا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے اس کو اپنے فتاویٰ میں نقل کیا ہے۔ دیکھئے بیہقی نے ان دو روایتوں کو اس طرح جمع کیا ہے کہ پہلے صحابہ نے گیارہ رکعات پڑھیں کیونکہ حضور ﷺ کی تہجد کا عدد مشہور گیارہ ہی ہے اور قیام اللیل تراویح اور تہجد دونوں میں قدر مشترک کی وجہ سے اولاً صحابہ کرام تراویح بھی گیارہ رکعت پڑھتے رہے پھر جب ان کے نزدیک دلیل سے ثابت ہو گیا کہ حضور ﷺ بیس رکعات تراویح پڑھتے تھے تو انہوں نے تراویح کے لیے بیس اور وتر کے لیے تین کا عدد اختیار کر لیا پھر اس پر اجماع منعقد ہو گیا شاہ عبدالعزیز کے اس کلام سے ظاہر ہو گیا کہ صحابہ کرام کا بیس رکعات کو اختیار کرنا اپنی اختراع سے نہ تھا بلکہ ان کا مختار اصل اصیل اور سنت رسول پر مبنی تھا۔

سالساً بیس رکعات تراویح قیاس سے بھی موافق ہیں کیونکہ یہ نوافل ہیں اور نوافل فرائض اور واجبات کے مکمل ہوتے ہیں اور وتر سمیت دن رات میں بیس رکعات فرض اور واجب میں پس ان کے مکمل اور تتمہ کو بھی بیس رکعت ہی ہونا چاہیے۔

ثامناً بیس رکعات تراویح لُغت کے بھی مطابق ہے کیونکہ لغت کے اعتبار سے تراویح ترویحہ کی جمع ہے اور جمع کا اطلاق عربی قواعد کے اعتبار سے دو سے زیادہ پر ہوتا ہے اور ہر چار رکعات کے بعد ایک ترویحہ ہوتا ہے بس لامحالہ تراویح آٹھ رکعات سے زیادہ ہوں گی اور چونکہ قائل بالفصل کوئی نہیں ہے اس لیے تراویح کو بیس رکعات پر ہی معمول کیا جائے گا۔

تاسعاً ہم سے اصحاب ظواہر مطالبہ کرتے ہیں کہ بیس رکعات تراویح کے ثبوت ہیں تو کوئی صحیح مرفوع متصل حدیث پیش کرو جس حدیث سے ہم نے بیس رکعات تراویح پر تمسک کیا ہے گزشتہ سطور میں ہم اس حدیث کا رفع اور صحت دونوں ثابت کر چکے ہیں اب ہم اصحاب ظواہر سے گذارش کرتے ہیں کہ آپ ہر سال رمضان کی تمام راتوں میں آٹھ رکعات تراویح مساجد میں جماعت کے ساتھ پڑھتے ہیں اور اس میں ختم قرآن کا التزام کرتے ہیں اب معروض یہ ہے کہ ہمارے دلائل تو آپ تسلیم نہیں کرتے اب جس صحیح اور صریح حدیث سے حضور ﷺ کے تراویح پڑھنے کا ثبوت ہے وہ فقط اتنا ہے کہ حضور ﷺ نے وصال سے پہلے سال صحابہ کے ساتھ رمضان کی تئیس پچیس اور ستائیس شب کو قیام فرمایا اس کے بعد جب صحابہ جمع

https://www.ashrafia.net

ہوئے تو آپ تشریف نہ لائے اور فرمایا مبادا یہ فرض ہوجائے۔

(بخاری، ترمذی، نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

اور امام بخاری ابن شہاب سے روایت کرتے ہیں۔

رسول اکرم ﷺ کے وصال تک یوں ہی معاملہ رہا پھر ابوبکر کے تمام دورِ خلافت میں اور حضرت عمر کے ابتدائی ایام میں لوگ یونہی الگ الگ تراویح پڑھتے رہے عبدالرحمن سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ رمضان کی ایک شب حضرت عمر کے ساتھ مسجد میں گیا تو دیکھا کہ لوگ الگ الگ تراویح پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ کیا ہی اچھا ہوا گر میں انھیں ایک امام کی اقتداء میں جمع کردوں پھر جب دوسری رات کو میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ گیا تو دیکھا لوگ ابی بن کعب کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے ہیں حضرت عمر نے فرمایا نعمت البدعة یہ کیا خوب بدعت ہے۔ (بخاری جلد ۱، ص ۲۶۹)

ان دونوں حدیثوں سے حسب ذیل امور ظاہر ہوئے۔

الف) صحیح اور صریح حدیث سے حضور ﷺ کا صرف آخری رمضان تراویح پڑھنا ثابت ہے۔

ب) اس آخری رمضان کی بھی صرف ہمیں آخری راتوں میں تراویح پڑھنا ثابت ہے۔

ج) عہد رسالت میں ان تین راتوں کے سوا تراویح کی جماعت ثابت نہیں۔

د) حضور ﷺ سے تراویح میں ختم قرآن ثابت نہیں۔

اب اولاً گزارش ہے کہ آپ کے معیار پر صحت اور صراحت سے حضور ﷺ کا صرف ایک رمضان میں تراویح پڑھنا ثابت ہے۔ اب آپ جو ہر رمضان کی تراویح پڑھتے ہیں اس پر صحیح اور مرفوع متصل حدیث پیش کیجئے ثانیاً حضور ﷺ سے صراحت کے ساتھ صرف تین راتوں میں تراویح ثابت ہے، آپ جو رمضان کی ہر شب میں تراویح پڑھتے ہیں اس پر صحت صراحت رفع اتصال سے حدیث لایئے ثالثاً آپ رمضان کی ہر شب کو مسجد میں جماعت کے ساتھ تراویح پڑھتے ہیں حالانکہ نوافل میں اصل یہ ہے کہ گھر میں انفراداً پڑھے جائیں (مرد کی نماز میں افضلیت یہ ہے کہ گھر میں پڑے سوائے فرائض کے۔ مسلم) پس اب آپ رمضان کی ہر شب کو مسجد میں جماعت سے تراویح پڑھنے پر حدیث صحیح مرفوع متصل پیش کیجئے رابعاً آپ رمضان میں ختم قرآن کا التزام کرتے ہیں اس امر پر صحت صراحت رفع اور اتصال سے حدیث لایئے۔ ''چشم ماہ روشن دلِ ماشاد'' اور اگر آپ ان چاروں امور پر مذکورۃ الصفات حدیث نہ پیش کرسکیں اور کبھی نہیں پیش کرسکتے تو ان چار وجود سے اپنی تراویح کے بدعت ہونے کا اعتراف کرلیجئے۔

عاشراً ہر رمضان اور رمضان کی ہر شب کو مسجد میں جماعت اور ختم قرآن کے التزام کے ساتھ تراویح پڑھنے پر سوائے آثار صحابہ کے آپ کے پاس اور کوئی دلیل نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عملی طور پر آثار صحابہ آپ کے نزدیک بھی اصل اور حجت کا درجہ رکھتے ہیں پس آپ جہاں ان امور میں اس اصل کا اعتبار کرتے ہیں تو رکعات کے عدد میں اس اصل کا اعتبار کرنے سے کونسا امر مانع ہے۔

https://www.ashrafia.net

تاریخ

”تاریخ سے اقتباس“

مسلمان میدانِ جنگ میں...

ادارہ

حضرت حذیفہ اور ان کے والد حضرت یمان رضی اللہ عنہما بدر کی جنگ میں شرکت کے لیے نکلے لیکن راستے میں کفارِ قریش کے ایک دیکھ بھال کرنے والے دستے نے انہیں پکڑ لیا۔

کمانڈر نے پوچھا: تم کون لوگ ہو؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا رہے ہو؟

انہوں نے مصلحت کی زبان اختیار کی: نہیں!

”ہم تمہیں چھوڑ دیتے ہیں مگر عہد کرو مدینہ چلے جاؤ گے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر جنگ میں شریک نہیں ہوں گے۔

انہوں نے شرط تسلیم کر لی کافروں نے چھوڑ دیا۔ دونوں لمبا چکر کاٹ کر اسلامی لشکر سے جا ملے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا قصہ عرض کیا کفار مسلمانوں سے تین گناہ تھے اور مسلمانوں کو ایک ایک فرد کی ضرورت تھی۔ پھر دونوں باپ بیٹے نے محض مصلحتاً جنگ میں شریک نہ ہونے کا وعدہ کیا تھا۔ ان کا خیال تھا ایسا معاہدہ قابل عمل نہیں ہوتا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب نے عہد کی پابندی کے بارے میں ہمیشہ کے لیے دوٹوک فیصلہ کر دیا: ”اپنے عہد پر قائم رہو اور مدینے واپس چلے جاؤ“۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”رہی فتح و نصرت تو وہ اللہ کے ہاتھ میں ہے، ہم طلب بھی اُسی سے کریں گے“۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے والد بدر کی جنگ میں شرکت سے محروم تو رہے مگر بعد کی جنگوں میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے سرگرمی سے حصہ لیا۔ (حضرت یمان رضی اللہ عنہ جنگ اُحد میں شہید ہو گئے)۔

خندق کی لڑائی:

مدینہ کی چھوٹی ریاست کے لیے بدر و اُحد سے کچھ کم اہم نہ تھی۔ قریش زبردست ساز و سامان کے ساتھ آئے اور بڑے بڑے قبائل ان کے ساتھ تھے۔ ان کی یلغار سے ایک بار مدینہ تو ہل کر رہ گیا۔ کفار کا ٹڈی دل لشکر خندق کے پار دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ سخت سردیوں کا موسم تھا اور پھر ہوا چلنا شروع ہو گئی جس کے سرد تھپیڑے جسم و جاں کو برمائے دیتے تھے۔ ہوا کی تیزی میں لحہ بہ لحہ اضافہ ہوتا چلا گیا۔ ایسے عالم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا: ”کوئی شخص جائے اور پتہ

https://www.ashrafia.net

لگائے کافر کس حال میں ہیں''۔

ٹھنڈی تاریک طوفانی رات میں کسی کا باہر نکلنے کو حوصلہ نہ پڑتا تھا۔ ہر شخص اس خیال میں تھا کوئی دوسرا آدمی اس خدمت کے لیے اپنے آپ کو پیش کرے۔ حضور ﷺ نے دوسری بار پھر فرمایا: ''کوئی جا کر معلوم کرے کافروں کا کیا حال ہے''۔

پھر بھی خاموشی طاری رہی۔ تیسری بار یہی ارشاد فرمایا اور جواب سکوت میں تھا چوتھی بار آواز مبارک بلند ہوئی: ''حذیفہ!''

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ خدمت اقدس ﷺ میں حاضر ہوئے: ''میرے ماں باپ حضور ﷺ پر قربان غلام حاضر ہے، تم جاؤ اور خبر لاؤ مگر ہاں دیکھو وہاں کسی پر حملہ نہ کرنا''۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فوراً مشن پر روانہ ہو گئے۔ خندق پار کی، کافروں کے لشکر میں پہنچے تو دیکھا ہو کا عالم طاری ہے لوگ خیموں میں دبکے پڑے ہیں۔ تیز ہوا سے طنابیں بری طرح جھول رہی ہیں اور پردے پھڑ پھڑا رہے ہیں۔ ابو سفیان کے خیمے کے پاس سے گزرے تو وہ بیٹھا پیٹھ سینک رہا تھا۔ جی چاہا کہ تیر پشت میں پیوست کر دیں لیکن حضور ﷺ کی ہدایت یاد آئی اور اپنے ارادے سے باز رہے۔ پورے لشکر کا چکر لگا کر اپنے کیمپ میں واپس آئے تو دیکھا جانِ عالم ﷺ نماز میں مصروف ہیں۔ نماز سے فارغ ہوئے تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے رپورٹ پیش کی۔ سردی کے مارے ان کے دانت بج رہے تھے۔ حضور ﷺ نے انہیں کمبل اُڑھایا اور جنت کی بشارت دی۔

بقیہ ''ماہِ شعبان اور نوافل شب برأت''

ہر رکعت کے بعد سورہ یٰسین ایک بار یا سورۂ اخلاص ۲۱ بار اور اس کے بعد دعا مانگے۔

اس شب میں قرآنِ کریم، درود شریف، صلوٰۃ التسبیح اور دیگر نوافل کے علاوہ ذیل کے نفل بھی پڑھیں بڑا ثواب ہے۔

(۱) ۸ رکعت نفل کی نیت باندھیں۔ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورہ انا انزلنا ایک مرتبہ اور سورہ اخلاص ۲۵ مرتبہ اس طرح یہ آٹھ رکعتیں پوری کریں۔ دو دو رکعت یا چار چار رکعت کی نیت باندھیں۔

(۲) ۴ رکعت نفل کی نیت باندھیں۔ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص ۲۵ مرتبہ پڑھیں۔

(۳) ۸ رکعت نماز نفل ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ ایک مرتبہ سورۂ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھیں۔

''چلہ دعائے حزب البحر''

ان شاء اللہ ''دعائے حزب البحر'' کا چلہ ۱۹؍شعبان المعظم سے شروع ہوگا اور چلہ کے آخری دن حضرت فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی کے زیر سرپرستی درگاہِ عالیہ اشرفیہ میں "فاتحہ صاحبِ حزب البحر" منعقد ہوتی ہے۔

مزید ہدایات کے لیے ہماری ویب سائٹ وزٹ کیجئے۔

www.ashrafia.net

https://www.ashrafia.net

عرفانِ شریعت

فقہی سوالات کے جوابات

حضرت علامہ مفتی سعید احمد اشرفی دامت برکاتہم العالیہ

سوال: کیا پندرہ شعبان کا روزہ رکھنا اور رات کو عبادت کرنا حدیث سے ثابت ہے؟

جواب: جی ہاں! حدیثِ پاک میں شعبان المعظم کی پندرھویں رات کو عبادت کرنے اور پندرہ شعبان المعظم کا روزہ رکھنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

چنانچہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب شعبان کی پندرھویں رات آجائے تو اس رات کو قیام کرو اور دن میں روزہ رکھو کہ رب تعالیٰ غروب آفتاب سے آسمان دنیا پر خاص تجلی فرماتا ہے اور فرماتا ہے۔ ہے کوئی مغفرت کا طلب کرنے والا کہ اسے بخش دوں! ہے کوئی روزی طلب کرنے والا کہ اسے روزی دوں! ہے کوئی مصیبت زدہ کہ اسے عافیت بخشوں! ہے کوئی ایسا ہے کوئی ایسا! اور یہ طلوع فجر تک فرماتا ہے''۔

(سنن ابن ماجہ، ج:۲، ص:۱۶۰، حدیث:۱۳۸۸)

سوال: مشہور ہے کہ اس رات میں لوگوں سے متعلق امور فرشتوں میں تقسیم کئے جاتے ہیں اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہوا: ''قسم ہے اس روشن کتاب کی بے شک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا، بے شک ہم ڈر سنانے والے ہیں اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام''۔ (الدخان، ۲ تا ۴، کنز الایمان)

اس رات سے مراد شب قدر ہے یا شب برأت (خزائن العرفان)

ان آیات کی تفسیر میں حضرتِ عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بعض دیگر مفسرین نے بیان کیا ہے کہ ''لیلۃ مبارکۃ'' سے پندرہ شعبان کی رات مراد ہے۔ اس رات میں زندہ رہنے والے فوت ہونے والے اور حج کرنے والے سب کے ناموں کی فہرست تیار کی جاتی ہے اور جس کی تعمیل میں ذرا بھی کمی بیشی نہیں ہوتی۔ اس روایت کو ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے بھی لکھا ہے۔ اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ مذکورہ فہرست کی تیاری کا کام لیلۃ القدر میں مکمل ہوتا ہے۔ اگرچہ اس کی ابتداء پندرہویں شعبان کی شب سے ہوتی ہے۔

سوال: بعض لوگ شب برأت میں عبادت کو بدعت کہتے ہیں کیا یہ درست ہے؟

https://www.ashrafia.net

جواب: اسلامی تاریخ میں شب برات (15) شعبان کی رات کا ذکر مختلف روایات میں آیا ہے۔ بعض حدیثوں میں اس رات کی فضیلت اور عبادت کا ذکر کیا گیا ہے، جیسے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے جس میں وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات کو عبادت میں گزارا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس رات میں اپنی مغفرت کی خاص رحمت تقسیم کرتا ہے۔ تاہم یہ کہنا کہ اس رات مخصوص عبادات کا اہتمام فرض یا ضروری ہے یہ بات صحیح نہیں ہے۔ اگرچہ کچھ لوگ اس رات میں مخصوص عبادات کرتے ہیں، جیسے نفل نماز پڑھنا، تلاوت کرنا اور دعائیں کرنا، لیکن یہ سب کچھ نفل عبادات ہیں اور ان کا مخصوص طور پر اس رات میں کرنا بدعت نہیں ہے بشرطیکہ اس کا اہتمام کسی خاص طریقے یا رسم کے ساتھ نہ کیا جائے جو دین میں ثابت نہ ہو۔

سوال: صلوٰۃ التسبیح کیا ہے اور کیسے پڑھی جاتی ہے؟

جواب: صلاۃ التسبیح کی شرعی دلیل! حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہما سے فرمایا: اے میرے چچا عباس! کیا میں آپ کو ایک تحفہ ایک انعام اور ایک بھلائی یعنی ایسی دس خصلتیں نہ بتاؤں کہ اگر آپ ان پر عمل کریں تو اللہ تعالیٰ آپ کے سارے گناہ پہلے اور بعد کے، نئے اور پرانے دانستہ اور نادانستہ، چھوٹے اور بڑے، پوشیدہ اور ظاہر سب معاف فرمادے گا۔ وہ دس خصلتیں (باتیں) یہ ہیں کہ آپ چار رکعت نماز ادا کریں، ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور ایک سورۃ پڑھیں۔ جب آپ پہلی رکعت میں قرأت سے فارغ ہو جائیں تو قیام ہی کی حالت میں پندرہ مرتبہ یہ تسبیح پڑھیں سُبْحَانَ اللہ وَالْحَمْدُ للہ ولا إله الا اللهُ وَ اللهُ أَكْبَرُ پھر رکوع کریں (سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ کہنے کے بعد) رکوع ہی میں دس مرتبہ یہی تسبیح پڑھیں۔ پھر رکوع سے سر اٹھائیں اور قومہ کے کلمات ادا کرنے کے بعد پھر دس مرتبہ تسبیح پڑھیں۔ اس کے بعد سجدہ کریں سجدہ میں (سُبْحَانَ رَبِّيَ الاعلی کہنے کے بعد) دس مرتبہ پھر یہی تسبیح پڑھیں۔ پھر سجدہ سے اٹھ کر دس مرتبہ یہی تسبیح پڑھیں۔ دوسرے سجدہ میں جا کر (سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاعلی کہنے کے بعد) دس مرتبہ تسبیح پڑھیں پھر سجدہ سے سر اٹھائیں اور دس مرتبہ تسبیح پڑھیں۔ اس طرح ایک رکعت میں تسبیحات کی کل تعداد پچھتر (۷۵) ہوگئی۔ چاروں رکعتوں میں آپ یہی عمل دہرائیں۔

اے میرے چچا! اگر آپ ہر روز ایک مرتبہ صلوٰۃ التسبیح پڑھ سکتے ہیں تو پڑھ لیں۔ اگر روزانہ نہ پڑھ سکیں تو ہر جمعہ کو ایک بار پڑھ لیں۔ اگر ہفتہ میں بھی نہ پڑھ سکیں تو پھر ہر مہینہ میں ایک مرتبہ پڑھ لیں۔ اگر مہینے میں بھی نہ پڑھ سکیں تو ہر سال میں ایک مرتبہ پڑھ لیں۔ اگر سال میں بھی ایک بار نہ پڑھ سکیں تو ساری زندگی میں ایک بار پڑھ لیں۔

(سنن ابو داود ج۱ ص۱۹۰ باب صلوۃ التسبیح جامع الترمذی ج۱ ص۱۰۹ باب ما جاء فی صلوۃ التسبیح۔ سنن ابن ماجہ ج۱ ص۹۹ باب ماجاء فی صلوۃ التسبیح الترغیب والترہیب للمنذری ج۱ ص۲۶۸ الترغیب فی صلوۃ التسبیح)

https://www.ashrafia.net

سوال: ماہِ رمضان کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: رمضان کے لغوی معنی کسی شے کو جلا کر اس طرح ختم کردینا کہ نہ تو جلتے وقت دھواں نظر آئے اور نہ ہی اس کی راکھ بچے۔ یہ توبہ اور مغفرت کا مہینہ ہے روزے کا مہینہ جو اسلام کا چوتھا رکن ہے اور اس میں شک نہیں ہے کہ رمضان کا مہینہ ان بابرکت اوقات پر مشتمل ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی تمام تر برکتوں سعادتوں اور نیکیاں کا نزول ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر بے شمار نعمتیں نازل کی ہیں، جن میں سب سے بڑی نعمت رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ ہے۔ یہ مہینہ رحمت، مغفرت اور جہنم سے نجات کا ذریعہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بے پناہ فضل و کرم فرماتا ہے۔ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں رمضان المبارک کی فضیلت اور برکات کا تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔

سوال: زکوٰۃ کن افراد کو دی جاسکتی ہے؟

جواب: سات قسم کے افراد ہیں جنہیں زکوٰۃ دینا شرعاً جائز ہے (۱) فقیر یعنی وہ شخص جس کے پاس مال تو ہو مگر اتنا نہ ہو کہ نصاب کو پہنچے (۲) مسکین یعنی وہ شخص جس کے پاس کچھ مال نہ ہو یہاں تک کہ کپڑے اور کھانے کا بھی محتاج ہو (۳) عامل یعنی وہ افراد جو زکوٰۃ کی وصولی پر مقرر ہوں (۴) رقاب یعنی مکاتب غلام فی زمانہ یہ صورت نہیں پائی جاتی (۵) غارم یعنی ایسا مقروض کہ قرض کی رقم نکال کر باقی مال اتنا ہو کہ نصاب کی مقدار کو نہ پہنچے (۶) فی سبیل اللہ یعنی راہِ خدا میں خرچ کرنا جیسا کہ مدارس وغیرہ کو دینا (۷) ابن السبیل یعنی مسافر جس کے پاس دورانِ سفر مال ختم ہوگیا ہو اگرچہ گھر میں مال موجود ہو۔

سوال: کیا ان میں سے ہر ایک کو زکوٰۃ دینا ضروری ہے؟

جواب: ان میں سے ہر ایک کو دینا ضروری نہیں ہے۔ زکوٰۃ دینے والے کو اختیار ہے کہ ان میں سے کسی ایک کو دے یا سب کو تھوڑا تھوڑا دے لیکن کسی ایک کو اتنا دینا کہ وہ نصاب کا مالک ہوجائے مکروہ ہے۔

سوال: زکوٰۃ کن افراد کو نہیں دی جاسکتی؟

جواب: (۱) اپنی اصل یعنی ماں، باپ، دادا، دادی نانا، نانی وغیرہ اور اپنی اولاد یعنی بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسہ نواسی کو زکوٰۃ، صدقۂ فطر اور نذر و کفارہ دینے سے ہوتا، البتہ نفلی صدقہ دے سکتا ہے، بلکہ بہتر ہے کہ نفلی صدقہ ان ہی کو دے۔

(۲) مالک نصاب شخص کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے (۳) بنو ہاشم کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے، نہ کوئی غیر انہیں دے سکتا اور نہ ہاشمی کسی دوسرے ہاشمی کو دے سکتا ہے (۴) کسی بھی بدعقیدہ شخص کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی اگر دے دی تو ادا نہیں ہوگی۔

سوال: بہو، داماد، سوتیلے باپ کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے یا نہیں؟

جواب: بہو، داماد اور سوتیلے باپ کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

سوال: شوہر مالدار ہو اور بیوی فقیر ہو یا اس کے برعکس ہو تو زکوٰۃ ان میں جو فقیر ہو اُسے دی جاسکتی ہے یا نہیں؟

جواب: ان میں سے جو فقیر ہو یعنی صاحبِ نصاب نہ ہو تو اسے زکوٰۃ دے سکتے ہیں اگرچہ دوسرا غنی ہی کیوں نہ ہو۔

https://www.ashrafia.net

اُم المؤمنین حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

و

شہزادیٔ کونین حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

ابوالحسین حکیم سید اشرف جیلانی

اُم المؤمنین حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

آپ کا نامِ نامی اسمِ گرامی خدیجہ، آپ کا لقب طاہرہ اور کنیت اُم ہند تھی۔

والد:

آپ کے والد خویلد بن اسد مکہ کے بڑے تاجر تھے۔ آپ کی مکہ کے بڑے قبائل میں بڑی عزت تھی اور اپنی صاف ستھری تجارت کے باعث بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔

والدہ:

فاطمہ بنت زائدہ تھیں دونوں قریش النسل تھے، آگے جا کر ان کا شجرہ نسب جانِ کونین ﷺ سے ملتا ہے۔

شادی:

آپ کی پہلی شادی ابو ہالہ بن زرارہ تمیمی سے ہوئی۔

اولاد:

ان سے دو بیٹے تھے ہالہ دورِ جاہلیت میں ہی مر گیا تھا۔ دوسرے کا نام ہند تھا۔ جنہیں جانِ کونین ﷺ کی صحابیت کا شرف حاصل ہوا اور جنگِ جمل میں مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی جانب سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔

پہلے شوہر کے انتقال کے بعد دوسری شادی عتیق بن عائذ مخزومی سے ہوئی۔ ان سے ایک لڑکی ہند تھی، ان کو بھی اوّلین صحابیات میں سے ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

تیسری شادی کے بارے میں دو روایات ہیں:

ایک روایت کے مطابق ان کے چچا زاد صیفی ابن اُمیہ سے ہوئی۔ دوسری روایت کے مطابق آپ کا تیسرا اور آخری نکاح جانِ کونین ﷺ سے ہوا اس وقت آپ کی عمر ۴۰ برس تھی۔

اُم المؤمنین بحیثیت تاجرہ:

آپ مکہ معظمہ کی امیر ترین خواتین میں شمار کی جاتی تھیں۔ اُم المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا مکہ معظمہ کی بہت بڑی Invester تھیں جو تاجروں کو پیسے دیتی تھیں اور کاروبار میں شراکت کرتی تھیں۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب بصرہ کے لیے سفرِ تجارت فرمایا تو حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کو بہت سا مالِ تجارت دیا کہ آپ میرا مالِ تجارت ملکِ شام

https://www.ashrafia.net

جا کر فروخت کریں اور اپنی نمائندگی کے لیے اپنے غلام میسرہ کو نبی کریم ﷺ کے ہمراہ بھیجا۔ میسرہ اس سے پہلے بھی اور تاجروں کے ساتھ سفر کر چکا تھا لیکن آج وہ جس ہستی کے ساتھ سفر کر رہا تھا وہ کوئی معمولی ہستی نہیں تھی بلکہ سب سے عظیم، سب کے رہبر و رہنما، محسنِ انسانیت، جانِ کونین ﷺ تھے۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک ۲۵ برس سے بھی کم تھی۔

پیغامِ نکاح:

حضرت سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے اپنی لونڈی نفیسہ کی معرفت جانِ کونین ﷺ کو نکاح کا پیغام بھیجا۔ اس وقت حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس سال تھی۔ میرے آقا جانِ کونین ﷺ نے اپنے چچا حضرت ابو طالب اور دیگر خاندان کے افراد سے اس کا ذکر کیا اور پھر سب کی متفقہ رائے کے مطابق جانِ کونین ﷺ حضرت ابو طالب اور دیگر خاندان کے افراد کے ہمراہ حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف فرما ہوئے۔ نکاح کا خطبہ آپ ﷺ کے چچا حضرت ابو طالب نے پڑھا۔ مہر پانچ سو درہم طلائی مقرر ہوا یوں حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ''اُم المؤمنین'' کہلائیں

جانِ کونین ﷺ کی غمگسار:

جب کفارِ مکہ جانِ کونین ﷺ کو تنگ کرتے اور آپ سے متعلق بیہودہ باتیں کرتے تو آپ ﷺ رنجیدہ ہو جاتے اور اس کیفیت میں جب گھر تشریف لاتے تو اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا عرض کرتیں ''یا رسول اللہ ﷺ! آپ رنجیدہ نہ ہوں آپ سے قبل جو انبیاء تشریف لائے ان کی اُمت نے ان کا تمسخر بھی اُڑایا اور تنگ بھی کیا'' یہ الفاظ حضور ﷺ کے قلبِ اطہر کو بہت سکون دیتے۔ ایک مرتبہ جانِ کونین ﷺ نے فرمایا: ''جب خدیجہ میری ڈھارس بندھاتیں تو میرے دل کو تسلی ہو جاتی اور کوئی رنج ایسا نہ تھا جو خدیجہ کی باتوں سے آسان اور ہلکا نہ ہو جاتا''

امورِ خانہ داری:

غمگساری اور دلجوئی کے ساتھ ساتھ آپ امورِ خانہ داری بھی نہایت سلیقے سے ادا کرتیں اور اولاد کی پرورش نہایت حسن و خوبی سے فرماتیں۔ یہی وجہ تھی کہ جانِ کونین ﷺ جتنی تعریف آپ کی کیا کرتے تھے اتنی تعریف کسی اور زوجہ کی نہیں کی۔

اُم المؤمنین نگاہِ نبوت ﷺ میں:

اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا راوی ہیں ایک مرتبہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن جن کا نام ہالہ تھا، وہ ہمارے گھر آگئیں اور اذن طلب کرنے کے لیے آواز دی ان کی آواز حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) سے بہت ملتی تھی۔ یہ آواز سن کر حضورِ اکرم ﷺ کو حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) یاد آگئیں اور آپ ﷺ حیرت و مسرت کے عالم میں بے ساختہ پکار اُٹھے ''یا اللہ! یہ تو ہالہ لگتی ہے'' اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ: ''مجھے غیرت آگئی میں نے عرض کی: آپ قریش کی ایک بوڑھی خاتون کو ہر وقت یاد کرتے رہتے ہیں جنہیں فوت ہوئے عرصہ ہو گیا ہے۔ حالانکہ اللہ پاک نے آپ کو اس سے بہتر بیوی عطا فرما دی ہے''۔ (صحیح البخاری، ج:۱، ص:۵۳۹)

https://www.ashrafia.net

اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا راوی ہیں ’’بسا اوقات آپ ﷺ بکری ذبح فرماتے پھر اس کے ٹکڑے کر کے حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کی سہیلیوں کے گھروں میں بھیج دیتے تھے‘‘۔ (صحیح البخاری، ج:۱،ص:۵۳۹)

آپ رضی اللہ عنہا کو یہ بھی اعزاز اور انفرادیت حاصل ہے کہ آپ جانِ کونین ﷺ کی تمام اولاد کی ماں ہیں سوائے حضرت ابراہیم کے جو حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھے

اولادِ امجاد:

آپ ﷺ کی چار صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے ہیں۔ ان کے اسمائے گرامی:

۱) حضرت قاسم رضی اللہ عنہ انہی کے نام پر حضور ﷺ کی کنیت ’’ابوالقاسم‘‘ ہے۔

۲) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ان کو طیب و طاہر کہا جاتا ہے۔ ان کی وفات کے بعد جب حضور ﷺ کی اولادِ نرینہ وفات پا گئی تو عاص بن وائل سامی نے یہ بے ادبی کی کہ یہ ابتر ہو گئے اب ان کا مشن باقی نہیں رہے گا (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کو یہ گستاخی کیسے گوارہ ہو سکتی تھی اس کے جواب میں سورۂ کوثر نازل ہوئی:

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ

ترجمہ: بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے۔

(پارہ:۳۰،سورۃ الکوثر،آیت:۳)

صاحبزادیاں:

حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت کلثوم اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہن

اُم المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا میرے آقا ﷺ کے نکاح میں کم و بیش ۲۵ برس رہیں اور آپ کو یہ بھی انفرادیت حاصل ہے کہ جب تک آپ حضور ﷺ کے نکاح میں رہیں اس وقت تک حضور ﷺ نے کسی اور سے نکاح نہیں فرمایا۔

اعلانِ نبوت کے بعد جو ۱۳ برس مکہ مکرمہ کی زندگی ہے یعنی مکی زندگی کا وہ عرصہ جو حضورِ اکرم ﷺ نے اعلانِ نبوت کے بعد وہاں گزارا وہ انتہائی کٹھن ہے۔ اس وقت پورا مکہ میرے آقا جانِ کونین ﷺ کا دشمن ہو گیا اور اپنے پرائے ہو گئے۔ پھر وہ وقت آیا کہ جب مسلمان اپنے آقا جانِ کونین ﷺ کے ساتھ شعب ابی طالب میں سماجی بائیکاٹ کا سامنا کر رہے تھے۔ اہلِ مکہ نے مسلمانوں سے ہر طرح سے اپنے سے دور کر دیا ہر طرح کا بائیکاٹ کر دیا۔ ایسے موقع پر بھی آپ میرے آقا حضور پُرنور ﷺ کے ساتھ رہیں۔

وصالِ مبارک:

اس دوران آپ کی طبیعت ناساز ہو گئی اور ۱۰ رمضان المبارک کو مکہ مکرمہ میں وصال فرمایا۔ مقامِ حجون جو مکہ معظمہ میں حرمِ کعبہ کے قریب اونچائی پر ایک مقام ہے وہاں پر آپ کو دفن کیا جانِ کونین ﷺ خود قبر میں اترے اور اپنے مبارک ہاتھوں سے خود انہیں قبر میں اتارا۔ یہ ایک بہت بڑے اعزاز کی بات ہے۔ کسی عورت کے لیے یہ بڑی کامیابی کی بات ہے کہ وہ ساری عمر اپنے شوہر سے محبت کرے اور اس کا شوہر اُسے سب

https://www.ashrafia.net

سے زیادہ چاہے۔

شہزادیٔ کونین حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا

ترجمہ: اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے

(پارہ: ۲۲، سورۂ احزاب، آیت نمبر: ۳۳)

یہ آیتِ کریمہ حضور ﷺ کے اہل بیت کی فضیلت میں نازل ہوئی۔ اس آیت کو آیتِ تطہیر بھی کہتے ہیں یعنی رب تبارک و تعالیٰ نے اس آیت میں اہل بیت کی پاکی کو بیان فرمایا ہے۔ کسی بھی خانوادے کے سلسلے میں رب تبارک وتعالیٰ نے ایسی آیت کریمہ نازل نہیں فرمائی جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے گھرانے کے متعلق یہ آیتِ کریمہ نازل فرمائی۔ یہ سورۂ احزاب کی آیتِ مبارکہ ہے اور اس سلسلے میں ہم پہلے حضور ﷺ کے اہل بیت کا ذکر کریں گے کہ اہل بیت میں تمام ازواجِ مطہرات داخل ہیں۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اہل بیت سے صرف حضرت علی حضرت فاطمۃ الزہرا، حضرت حسن و حسین رضوان اللہ علیہم اجمعین مراد ہیں، اہلسنت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کا تمام گھرانہ اہل بیت میں شامل ہے۔ حضور ﷺ کی تمام ازواج، تمام اولاد اہل بیت میں داخل ہیں۔ حضرت سیدہ کائنات رضی اللہ عنہا جب رخصت ہو کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے گھر تشریف لے گئیں تو اللہ کے رسول ﷺ نے اس گھرانے کے تمام افراد کو بھی اہل بیت فرمایا۔ حضرت سیدہ کائنات رضی اللہ عنہا کو یہ فضیلت بھی حاصل ہے کہ حضور ﷺ کی آل کا سلسلہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے ہی چلا۔ آج روئے زمین پر جتنے بھی سادات کرام موجود ہیں، جتنے بھی آلِ رسول نظر آئیں گے وہ حضرت سیدہ کائنات رضی اللہ عنہا کے فرزند حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما کی اولاد میں سے ہیں یا تو وہ حسنی سید ہیں یا حسینی سید اور یہ دونوں شہزادے جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں حضور ﷺ کی حدیث کے مطابق جنتی عورتوں کی سردار حضرت سیدہ کائنات رضی اللہ عنہا ہیں ان ہی کے فرزند جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں اور آج ان ہی کی اولاد روئے زمین پر سید کہلاتی ہے۔ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا میرے آقا ﷺ کی وہ صاحبزادی ہیں جو حضور ﷺ کے وصال کے بعد بھی حیات رہیں، چھ مہینے کے بعد ان کا وصال ہوا۔ سرکار ﷺ کی بقیہ صاحبزادیاں اور صاحبزادے حضور ﷺ کی ظاہری حیات میں ہی وصال فرما گئے تھے سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد اولادِ رسول کا سلسلہ جاری رہا اور قیامت تک اہل بیت اطہار فرزندِ رسول اور ساداتِ کرام کی شکل میں روئے زمین پر موجود رہیں گے۔ حضرت امام مہدی بھی جب تشریف لائیں گے ان کا تعلق بھی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے ہوگا۔

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا میرے آقا ﷺ کی سب

https://www.ashrafia.net

سے پیاری شہزادی ہیں۔ آپ ﷺ نے آپ کا نام "فاطمہ" رکھا۔ آپ اعلانِ نبوت سے پانچ سال قبل پیدا ہوئیں۔

کنز العمال میں حدیثِ مبارکہ ہے کہ آپ کا نام "فاطمہ" رکھا گیا۔ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی اولاد ہیں۔

اولاد:

آپ کے تین بیٹے حسن، حسین، محسن اور تین بیٹیاں زینب رقیہ اور ام کلثوم تھیں، ان میں حضرت محسن اور رقیہ کا بچپن میں انتقال ہو گیا تھا۔ (مدارج النبوۃ ج:۲، ص:۴۶۰)

امام حاکم نے مستدرک میں حدیثِ مبارکہ نقل کی کہ: نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ: "فاطمہ میرے جسم کا حصہ ہے جو اسے ناگوار ہے وہ مجھے بھی ناگوار ہے جو اسے پسند ہو وہ مجھے بھی پسند ہے" اور پھر فرمایا کہ: "قیامت کے روز سوائے میرے نسب اور میرے سبب اور میری اولاد کے میری ازواجی رشتوں کے تمام نسب منقطع ہو جائیں گے"۔

اسی طرح سے مشکوٰۃ شریف کی حدیثِ مبارکہ ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "فاطمہ تمام جہانوں کی عورتوں اور سب جنتی عورتوں کی سردار ہیں" آپ نے فرمایا: "فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہیں جس نے اسے ناراض کیا اُس نے مجھے ناراض کیا"۔

اس سے آپ اندازہ لگائیے کہ حضورِ اکرم ﷺ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے کتنی محبت فرمایا کرتے تھے۔ اُم المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: "میں نے چال ڈھال، شکل وشباہت اور بات چیت میں فاطمہ سے بڑھ کر نبی کریم ﷺ سے مشابہ نہیں دیکھا" جب وہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوتیں تو میرے آقا جانِ کونین ﷺ فرطِ محبت سے اپنی بیٹی کے استقبال کے لیے کھڑے ہو جاتے اور آپ کے ماتھے کو بوسہ دیتے، اپنی جگہ پر بٹھاتے اور جب سرکارِ دو جہاں ﷺ ان کے گھر تشریف لاتے تو حضرت سیدہ کائنات فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اپنے بابا جان کے لیے اسی طرح تعظیماً کھڑی ہو جاتیں اور میرے آقا ﷺ ان کے ماتھے پر بوسہ دیتے اور ان سے اپنی محبت کا اظہار کرتے۔ حضور ﷺ جن کو اللہ نے مخبر صادق بنایا جن کو قیامت تک کی تمام نشانیوں تمام واقعات سے باخبر فرما دیا، وہ سب جانتے تھے کہ میری اس بیٹی کی نسل سے اللہ تعالیٰ کیسے کیسے اولیائے کرام پیدا فرمائے گا۔ آج روئے زمین پر اولیائے کرام کی اکثریت اولادِ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا ہیں۔ میرے آقا ﷺ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے بھی محبت فرماتے تھے اور ان کے دونوں شہزادوں حضراتِ حسنینِ کریمین سے بھی اسی طرح سے محبت فرمایا کرتے تھے۔

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ: "جو بھی صحیح النسب سید ہوگا، وہ کبھی بھی کفر پر نہیں مر سکتا" کیسا ہی گنہگار ہو لیکن اس کا تعلق ساداتِ کرام سے ہو اس کو مرنے سے پہلے توبہ کی توفیق ضرور ملے گی۔ یہ کتنا عظیم الشان گھرانہ ہے کہ جن کے شہزادے جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں جو خود جنتی عورتوں کی سردار ہیں جن

https://www.ashrafia.net

کے شوہر جنتی مردوں کے سردار ہیں۔سرداری تو ان کے گھر کی ہے اسی لیے ان کی اولاد سید کہلاتی ہے۔میرے آقا ﷺ نے بہت ساری احادیثِ مبارکہ میں حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی فضیلت کو بیان فرمایا اور یہ فضیلت سیدہ کائنات رضی اللہ عنہا کے صدقہ وطفیل تمام سادات کرام کو حاصل رہے گی

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی فضیلت پر اور بھی صحاح ستہ میں احادیثِ مبارکہ موجود ہیں۔اس سے بڑھ کر ان کی فضیلت اور کیا ہوگی کہ وہ براہِ راست نبی کریم ﷺ کے خون کا حصہ ہیں۔حضور ﷺ کے جگر کا ٹکڑا ہیں۔آپ کو بیک وقت صحابیہٴ رسول ﷺ اور اولادِ رسول ﷺ ہونے کا شرف حاصل ہے جس وقت حضور پُرنور ﷺ نے وصال فرمایا، اس وقت نسبی فضیلت کے لحاظ سے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر روئے زمین پر کوئی ہستی موجود نہیں تھی۔

مشہور حدیثِ مبارکہ ہے کہ مرضِ وصال میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں تو حضور ﷺ کی تکلیف کو دیکھ کر بہت ہی رنجیدہ ہوئیں لیکن سرکار ﷺ نے ان کو قریب بلایا اور کچھ کان میں فرمایا تو آپ رنجیدہ ہوگئیں پھر مزید کچھ کان میں فرمایا تو آپ کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔حضور ﷺ کے وصال کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جب حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ:''ایسی کیا بات تھی کہ جس کو سن کر پہلے تم رنجیدہ ہوگئیں اور پھر اس کے بعد تمہارے چہرے پر مسکراہٹ آگئی؟'' تو انہوں نے فرمایا کہ:''پہلی مرتبہ میرے کان میں حضور ﷺ نے یہ بات فرمائی کہ:اب آخری وقت ہے اور اب میرے جانے کا وقت آگیا ہے تو مجھے اس جدائی پہ بہت رونا آیا۔سرکار ﷺ نے پھر قریب بلا کر میرے کان میں کہا کہ:''اے فاطمہ! میرے اہل بیت میں سب سے پہلے تم مجھ سے ملاقات کروگی''۔

یہ حضور ﷺ کے علمِ غیب پر بہت بڑی دلیل ہے کہ سرکار نامدار ﷺ نے اپنے وصال کی بھی خبر دی اور پھر حضرت سیدہ کائنات رضی اللہ عنہا کے وصال کی بھی خبر دی اور یہ بھی فرمایا کہ:''میرے اہل بیت میں سے تم سب سے پہلے ملوگی'' اور وہی ہوا کہ حضور خاتم النبیین ﷺ کے وصال کے چھ ماہ بعد حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اس دنیا سے رخصت ہوگئیں۔

وصال:

حضور اقدس ﷺ کے وصال کے چھ ماہ بعد ۳/رمضان کو آپ اس جہاں سے رخصت ہوگئیں (مدارج النبوۃ، ج:۲،ص:۴۶۱)

آخر میں حضرت سیدہ کائنات رضی اللہ عنہا کا ایک قول جو تمام مسلمان عورتوں کے لیے ایک بہت بڑا سبق ہے۔اُن سے پوچھا گیا کہ:عورت کے لیے سب سے بہتر بات کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ:''اس کے لیے سب سے اچھی بات یہ ہے کہ وہ کسی نامحرم کو نہ دیکھے اور کوئی نامحرم اس کو دیکھے''۔کتنی پیاری بات بتائی کہ اپنی نگاہوں کو بھی محفوظ رکھو اور دوسروں کی نگاہوں سے بھی اپنے آپ کو محفوظ رکھو۔یہ اسلام کی خواتین کے لیے بہت بڑا سبق ہے۔

https://www.ashrafia.net

علمائے اہلسنت کی یادیں

خطیب پاکستان حضرت علامہ محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی

اللہ تبارک وتعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے کہ اس نے ایسے خاندان میں پیدا کیا جو علم وروحانیت کا حسین سنگم ہے اسی لیے بچپن ہی سے علماء ومشائخ کی صحبت حاصل ہوئی، ان کے نورانی چہروں کو دیکھنے، ان کی صحبت میں بیٹھنے اور ان کے ملفوظات کو سننے کا شرف حاصل ہوا، ان کی یادیں اور باتیں آج تک قلب وذہن میں محفوظ ہیں۔ ہمارے ہاں درگاہ عالیہ اشرفیہ، اشرف آباد، فردوس کالونی میں سال میں دو عرس ہوتے ہیں:

ایک بانی سلسلۂ اشرفیہ، تارک السلطنت، محبوب یزدانی حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کا جو کہ 26، 27، 28 محرم الحرام کو منعقد ہوتا ہے اور دوسرا راقم کے جدامجد قطب ربانی حضرت ابومخدوم شاہ سید محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ کا جو 16، 17، 18 جمادی الاولی کو منعقد ہوتا ہے۔ ان دونوں اعراس میں علمائے اہلسنت تشریف لاکر اپنے خطابات سے مستفیض فرماتے تھے۔ والد گرامی کا تعلق جن علماء سے تھا ان میں مبلغ اسلام حضرت علامہ سید سعادت علی قادری، ریٹائرڈ چیف جسٹس حضرت علامہ مفتی سید شجاعت علی قادری، حضرت علامہ مفتی اطہر نعیمی اشرفی، حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی، حضرت علامہ محمد اقبال حسین نعیمی، حضرت مفتی اعظم کشمیر علامہ مفتی غلام قادر کشمیری، حضرت علامہ مفتی ظفر علی نعمانی، حضرت علامہ محمد حسن حقانی رحمۃ اللہ علیہم، ان کے علاوہ دیگر علماء اہلسنت درگاہِ عالیہ اشرفیہ میں عرس مبارک پر تشریف لاتے تھے لیکن جن دو شخصیات سے گہرا تعلق تھا ان میں خطیب پاکستان حضرت علامہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی اور امین الحسانات علامہ سید احمد خلیل قادری رحمۃ اللہ علیہما قابل ذکر ہیں اس لیے ہم سب سے پہلے انہی کا ذکر کریں گے۔

حضرت خطیب پاکستان سے والد گرامی رحمۃ اللہ علیہما کی پہلی ملاقات:

خطیب پاکستان حضرت علامہ محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے والدِ گرامی کی پہلی ملاقات ۱۹۶۱ء میں ہوئی اور اس کا سبب یہ ہوا کہ راقم کے جدِ اعلیٰ قطب ربانی حضرت ابومخدوم شاہ سید محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ نے جس دن وصال فرمایا

https://www.ashrafia.net

اسی رات گلبہار کے علاقے میں خطیب پاکستان کی تقریر تھی۔ تقریر کے دوران جب حضرت قطبِ ربانی قدس سرہ کے وصال کی خبر خطیبِ پاکستان کو دی گئی تو آپ نے افسوس کا اظہار فرمایا اور جلسے کے بعد یہ اعلان کیا کہ خانوادۂ اشرفیہ کی ایک عظیم شخصیت آج دنیا سے رخصت ہوگئی اور ہم سب ان کی زیارت کے لیے چلتے ہیں پھر آپ مجمع کے ساتھ گلبہار سے فردوس کالونی تشریف لائے اور فردوس کالونی میں مسکنِ سادات اشرفی الجیلانی جو حضرت قطب ربانی قدس سرہ کی قیام گاہ تھی وہاں آکر حضرت کی زیارت کی یہ والدِ گرامی سے خطیب پاکستان کی پہلی ملاقات تھی۔

پھر دوسرے دن جب حضرت قطبِ ربانی قدس سرہ کی نمازِ جنازہ ہوئی تو نمازِ جنازہ کی امامت غزالی دوراں، رازی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی۔ جنازے میں خطیب پاکستان کے علاوہ مجاہد ملت علامہ عبدالحامد بدایونی، ڈاکٹر فضل الرحمن انصاری، مولانا شبیر احمد دہلوی، مولانا مشیر احمد دہلوی، پیر فاروق رحمانی، مفتی غلام قادر کشمیری، مفتی ظفر علی نعمانی، قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہم ان کے علاوہ دیگر علماء نے شرکت کی اور جب حضرت قطبِ ربانی قدس سرہ کا سوئم ہوا تو اس میں کثیر علماء ہونے کے باوجود صرف دو شخصیات کے خصوصی خطاب رکھے گئے۔ ایک غزالی دوراں اور دوسرے خطیب پاکستان قدس سرہما ان دو حضرات نے حضرت قطبِ ربانی قدس سرہ کے سوئم میں خطاب فرمایا اس کے بعد یہ سلسلہ جاری رہا اور والدِ محترم ہر سال خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کو مدعو کرتے رہے۔ ان دونوں شخصیات میں بڑی محبت و مودّت تھی۔ خطیب پاکستان کیونکہ اہلسنت میں مقبول تھے، اس لیے ان کی ڈائری پروگرام سے بھری رہتی تھی اور روزانہ کراچی کے کسی نہ کسی علاقے میں ان کا خطاب ہوتا تھا اور عوامِ اہلسنت کا ایک جمِ غفیر ان کی تقریر سننے کے لیے جلسے میں حاضر ہوتا تھا۔ کسی جلسے میں ان کی موجودگی اس جلسے کی کامیابی کی ضمانت ہوتی تھی۔ اکثر جلسوں میں والدِ گرامی حضرت اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ کی صدارت ہوتی تھی اور خصوصی خطاب خطیب پاکستان حضرت علامہ محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہوتا تھا۔

بخار کی حالت میں تقریر:

جس طرح ذکر کیا گیا کہ خطیب پاکستان ہر سال حضرت قطبِ ربانی قدس سرہ کے عرس میں تشریف لاتے تھے۔ ایک مرتبہ عرس کے موقع پر آپ کو سخت بخار تھا۔ والدِ محترم نے جب فون کیا تو خطیب پاکستان نے فرمایا کہ: ''حضرت مجھے بخار ہے'' والدِ گرامی نے فرمایا کہ: ''یہاں آپ کے علاوہ کوئی مقرر نہیں لیکن اگر آپ کو بخار ہے تو ٹھیک ہے کوئی مسئلہ نہیں ہم بتا دیں گے کہ حضرت کی طبیعت ناساز ہے'' لیکن حضرت خطیب پاکستان کی یہ محبت اور بزرگوں سے عقیدت تھی کہ آپ بخار کی کیفیت میں ہی تشریف لائے اور والد صاحب سے فرمایا کہ:

https://www.ashrafia.net

"میں آ گیا ہوں ان شاء اللہ بزرگوں کی نگاہِ کرم سے بخار اتر جائے گا" اور حقیقت میں ہوا بھی یہی انہوں نے پُرجوش انداز میں خطاب فرمایا۔ تقریر کے دوران درگاہ شریف کی فضا نعرۂ تکبیر و رسالت سے گونجتی رہی۔ ادھر تقریر ختم ہوئی ادھر بخار ختم ہوگیا، یہ تھی حضرت خطیبِ پاکستان کی والد گرامی اور پورے خانوادۂ اشرفیہ سے محبت۔

خطیب پاکستان کی والدِ گرامی سے محبت کا عجیب واقعہ:

خطیب پاکستان حضرت علامہ محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ والدِ گرامی قدس سرہ سے بے حد محبت فرماتے تھے، ان کا ادب و احترام کرتے تھے اور ان کی صدارت میں تقریر کرنے میں فخر محسوس کرتے تھے۔

ایک مرتبہ ایک عجیب واقعہ ہوا کہ درگاہ شریف کے ساتھ میں محمد علی نام کے ایک صاحب رہتے تھے۔ والدِ گرامی نے ان سے برابر کی زمین کا سودا آٹھ ہزار روپے میں طے ہوا اور اس کا بیعانہ بھی چار سو روپے دے دیا، جو اس زمانے میں ایک بڑی رقم تھی۔ بعد میں وہ صاحب مکر گئے کہ آپ نے مجھے پیسے نہیں دیے۔ والدِ محترم نے یہ فرمایا کہ: "میں یہ فیصلہ اللہ پر چھوڑتا ہوں" دیکھنے والوں نے دیکھا کہ بہت ہی کسمپرسی کی حالت میں ان کی موت ہوئی۔ ان کے بعد سیٹھ جمال صاحب نے والدِ گرامی سے اس زمین کے بارے میں بات کی۔ آپ نے فرمایا کہ: "یہ زمین ہم مسجد کے لیے حاصل کر رہے ہیں"۔ آٹھ ہزار روپے میں سودا طے ہوا تھا اور چار سو روپے ہم نے بیعانے میں دیے تھے لیکن انہوں نے انکار کر دیا اور آپ نے دیکھ لیا کہ ان کا کیا حشر ہوا۔ سیٹھ جمال صاحب اس حقیقت سے آگاہ تھے لیکن انہوں نے بھی انکار کیا تو بات بگڑ گئی۔ والد صاحب نے فرمایا: "ہم تو اللہ کے گھر کے لیے زمین لے رہے تھے لہٰذا "الحب للہ والبغض للہ" یعنی اللہ کے لیے محبت اور اللہ کے لیے لڑائی۔ اس بات کے بعد انہوں نے درگاہ شریف میں آنا چھوڑ دیا ورنہ وہ پانچ وقت درگاہ شریف کی مسجد میں نماز پڑھتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو دو جڑواں بیٹے عطا کیے، اس خوشی میں انہوں نے ایک جلسہ کرایا اور خطیب پاکستان کو مدعو کیا جب کہ پڑوسی ہونے کے باوجود والد صاحب کو دعوت نہیں دی۔ جب لوگوں نے آ کر بتایا تو والد گرامی نے فرمایا کہ: "ہماری لڑائی تو صرف اللہ کے لیے ہے"۔ جب یہ صاحب خطیب پاکستان کو لینے کے لیے ان کے گھر گئے تو راستے میں خطیب پاکستان نے ان سے یہ سوال کیا کہ حضرت کو آپ نے مدعو کیا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں ہماری ان سے لڑائی ہے وہ ہم سے ناراض ہیں۔ کیونکہ اس علاقے میں جتنے بھی جلسے ہوتے تھے اور جب بھی خطیب پاکستان تشریف لاتے تھے تو اہلِ علاقہ والدِ گرامی کی صدارت رکھتے تھے۔ خطیب پاکستان نے جب یہ سنا تو فرمایا کہ: "یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میں ان کے پڑوس میں تقریر کروں اور وہ موجود نہ ہوں"۔

اس دن دوپہر سے ہی خطیب پاکستان کے نام کا اعلان ہو رہا

https://www.ashrafia.net

تھا کہ وہ تشریف لائیں گے اور خطاب فرمائیں گے۔ لائیٹیں لگائیں گئیں، اسٹیج سجایا گیا اور مائیک لگ گئے، عوام اہلسنت آپ کے انتظار میں بیٹھے تھے لیکن جب خطیب پاکستان گاڑی سے اترے تو سیدھے درگاہ شریف میں آئے۔ ہم لوگ اس وقت گھر میں کھانا کھا رہے تھے دروازے پر دستک ہوئی والد صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ: ”جاکر دیکھو کون ہے؟“ جب میں دروازے پر گیا تو یہ دیکھ کر حیران ہوگیا کہ حضرت خطیب پاکستان کھڑے ہیں اور ان کے ساتھ سیٹھ جمال صاحب گردن جھکائے کھڑے ہیں۔ میں نے جاکر ان کو سلام کیا، ہاتھ ملایا انہوں نے فرمایا: ”والد صاحب سے کہیں کہ محمد شفیع اوکاڑوی ملنے کے لیے آیا ہے“ میں دوڑتا ہوا آیا، والد صاحب کو بتایا۔ آپ مسکرائے اور فوراً کھانا چھوڑ کر باہر تشریف لے گئے، دونوں میں معانقہ اور مصافحہ ہوا۔

خطیب پاکستان نے فرمایا کہ: ”حضرت آپ تشریف کیوں نہیں لا رہے؟ ہماری تقریر ہو اور آپ موجود نہ ہوں یہ کیسے ہو سکتا ہے“۔ والد صاحب نے جمال صاحب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ”اِن سے پوچھیں۔ ہم نے تو مسجد کی زمین کے لیے بات کی تھی جس کا بیعانہ بھی دیا جا چکا ہے لیکن یہ نہیں مانے ہماری لڑائی تو اللہ کے لیے ہے اور ہماری دوستی بھی اللہ کے لیے اور دوسری بات یہ کہ آج کے جلسے کے لیے انہوں نے ہمیں مدعو ہی نہیں کیا“۔ یہ سن کر خطیب پاکستان نے فرمایا کہ: ”باقی ساری باتیں بعد میں ہوں گی پہلے آپ اپنا خاندانی لباس، تاجِ اشرفی اور جبہ مبارک زیبِ تن کر کے تشریف لے آئیں میں آپ کی صدارت میں ہی تقریر کروں گا اور اگر آپ تشریف نہ لائے تو تقریر ہی نہیں ہوگی لہٰذا جو اختلافات ہیں وہ بعد میں طے ہوں گے پہلے آپ صرف میرے کہنے سے تشریف لے آئیں“۔ والد صاحب یہ سن کر مسکرائے اور فرمایا کہ مجھے تیار ہونے میں تھوڑی دیر لگے گی۔ خطیب پاکستان نے فرمایا کہ: ”ہم جاکر نعت خوانی شروع کراتے ہیں جب تک آپ نہیں آئیں گے، نعت خوانی ہوتی رہے گی اور جب آپ تشریف لے آئیں گے پھر ہم تقریر شروع کریں گے“۔ یہ کہہ کر خطیب پاکستان جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے۔ والد صاحب گھر میں آئے، وضو وغیرہ فرما کر تیار ہوئے۔ خاندانی لباس زیبِ تن کیا اور جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے۔ خطیب پاکستان نے خود کھڑے ہو کر نعرہ لگایا اور آپ کا استقبال کیا۔

جب والدِ گرامی اسٹیج پر رونق افروز ہوئے پھر حضرت نے تقریر شروع کی اور ۲ گھنٹے بھرپور خطاب فرمایا۔

اس واقعہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ خطیب پاکستان کو والدِ گرامی حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ سے کتنی محبت و عقیدت تھی۔ یہ دونوں ایک دوسرے کا احترام کرتے تھے اور سچی محبت رکھتے تھے۔

خطیب پاکستان کی زندگی کا آخری محرم:

خطیب پاکستان حضرت علامہ محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ ہر سال محمدی وعظ کمیٹی کے زیرِ اہتمام گھانچی پاڑہ کے علاقے میں

https://www.ashrafia.net

۹ روزہ محرم الحرام کے جلسوں سے خطاب فرماتے تھے جس میں ہزاروں کی تعداد میں مرد وخواتین شرکت کرتے تھے۔ جہاں آپ کا اسٹیج لگتا تھا اس کی تینوں گلیاں لوگوں سے کھچا کھچ بھری ہوتی تھیں۔ خطاب ۱۰ بجے شروع ہوتا تھا اور ۱۲ یا ۱ بجے تک پنڈال میں تل دھرنے کو جگہ نہیں ہوتی تھی جبکہ آخری دن شبِ عاشورہ میں تو تقریر رات کو ۲ بجے ختم ہوتی تھی۔ آپ کی زندگی کا آخری محرم تھا خطیب پاکستان نے مغرب کے بعد والدِ گرامی کو فون کیا اور فرمایا کہ حضرت آپ جلسے میں تشریف لے آئیں کیونکہ آج جلسے کی ویڈیو بنے گی۔ ساؤتھ افریقہ سے کچھ لوگ آئیں ہیں اور وہ ہمارے جلسے کی ویڈیو بنانا چاہتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ اس جلسے کی صدارت کریں تاکہ جب ویڈیو وہاں چلے تو لوگ دیکھیں کہ کوئی شخصیت بیٹھی ہے۔ اس زمانے میں ویڈیو اتنی عام نہیں تھی۔ خطیب پاکستان نے فرمایا کہ وقت تو بہت کم ہے لیکن آپ کرم فرمائیں اور کسی طرح بھی تشریف لے آئیں واپسی کی ذمہ داری میری ہے میں کسی کی گاڑی میں آپ کے واپس جانے کا انتظام کردوں گا۔

والد صاحب نے رضامندی ظاہر کردی چنانچہ ہم لوگ راقم الحروف اور میرے برادر اصغر صاحبزادہ حکیم سید اشرف جیلانی والد صاحب کے ساتھ گھانچی پاڑہ روانہ ہوئے ایک مرید کی گاڑی منگوائی اور ان سے کہا کہ ہمیں گھانچی پاڑہ چھوڑ دیں۔ جب ہم وہاں پہنچے تو خطیب پاکستان کی تقریر شروع ہونے والی تھی۔ انہوں نے کھڑے ہوکر والد صاحب کا استقبال کیا اور اپنے برابر ایک کرسی رکھوائی۔ والدِ گرامی اس پر رونق افروز ہوئے اور خطیب پاکستان نے خطاب شروع کردیا۔ ان کا اپنا ایک الگ ہی انداز تھا۔ تقریر کے دوران جب اپنی سریلی آواز میں اشعار پڑھتے تو مجمع پر ایک کیفیت طاری ہوجاتی تھی اور پھر نعرۂ تکبیر و رسالت کی آوازیں آتی تھیں۔ علامہ کوکب نورانی صاحب اس وقت بالکل جوان تھے یہ کبھی اسٹیج پر اور کبھی ویڈیو والے کے پاس جاکر اسے ہدایت دیتے تھے۔ رات ۲ بجے تقریر ختم ہوئی۔ کوکب نورانی صاحب نے سلام پڑھا اور پھر والدِ گرامی نے دعا فرمائی۔ دعا کے بعد لوگ اسٹیج پر خطیب پاکستان سے ملنے لگے۔ والد صاحب نے فرمایا کہ: ''ہمیں اجازت دیں ہم جارہے ہیں''۔ انہوں نے فرمایا کہ: ''آپ ٹھہریں میں ابھی گاڑی کا انتظام کرتا ہوں''۔ دو تین آدمیوں سے کہا کہ: ''حضرت کے لیے گاڑی منگواؤ''، لیکن وہ لوگ ادھر ادھر ہوگئے، لوگوں نے ان کو گھیر لیا۔

والد صاحب نے جب یہ صورتِ حال دیکھی تو ہم سے فرمایا کہ: ہم اسٹیج سے نیچے اترتے ہیں اور تھوڑے ہی آگے جائیں گے تو ٹیکسی مل جائے گی اس میں ہم گھر چلے جائیں گے کیونکہ حضرت تو مصروف ہیں اور ہمارے نوافل کا ٹائم گزر رہا ہے (یاد رہے کہ والدِ گرامی روزانہ رات میں سو نفل پڑھا کرتے تھے)۔ چنانچہ ہم اسٹیج سے نیچے اترے والد صاحب نے گلی کے کونے پر کھڑے ہوکر جبہ مبارک اتارا اور تاجِ اشرفی ہمیں دیا اور اپنی جیب میں سے ٹوپی نکال کر پہن لی۔ ہم نے وہ دونوں چیزیں رومال

https://www.ashrafia.net

میں لپیٹ لیں اور دونوں بھائی والد صاحب کے پیچھے چلنے لگے۔ہم نے گھانچی پاڑہ کی پوری گلی عبور کر کہ مین روڈ پر آ گئے اور فٹ پاتھ پر چلنے لگے۔ والد صاحب نے فرمایا: ''یہاں کوئی ٹیکسی دیکھو تا کہ ہم اس میں گھر چلیں۔لوگ اس وقت اپنے گھروں کی طرف جا رہے تھے کسی کو پتا نہیں تھا کہ جو شخصیت ابھی جلسے کی صدارت کر رہی تھی وہ عام کپڑوں میں ہمارے درمیان چل رہی ہے''۔ ادھر جب خطیب پاکستان نے ہمیں اسٹیج پر نہیں دیکھا تو ان کو سخت غصہ آیا اور انہوں نے فوراً علامہ کوکب نورانی صاحب کو بھیجا کہ تم حضرت کو اپنی گاڑی میں چھوڑ کر آؤ۔

ہم لوگ فٹ پاتھ پر چل رہے تھے کہ علامہ کوکب نورانی صاحب پیچھے سے گاڑی لے کر آئے۔ایک ہاتھ سے اسٹیرنگ پکڑے ہوئے تھے اور گردن شیشے سے باہر نکال کر ہمیں تلاش کر رہے تھے، جیسے ہی انہوں نے ہمیں دیکھا تیزی سے گاڑی ہمارے پاس لاکر روکی اور کہا: ''حضرت آپ کسی بھی لباس میں ہوں میں پہچان لوں گا۔آپ گاڑی میں بیٹھیں میں آپ کو گھر چھوڑ کر آتا ہوں۔ والد صاحب بہت ناراض ہیں لہٰذا آپ گاڑی میں بیٹھ جائیں''۔

والد گرامی نے فرمایا: ''ہم کوئی ٹیکسی لے کر چلے جائیں گے'' لیکن انہوں نے کہا: ''یہ نہیں ہو سکتا''۔ جب انہوں نے اصرار کیا تو ہم تینوں گاڑی میں بیٹھ گئے اور علامہ کوکب نورانی صاحب رات کو ڈھائی بجے ہمیں درگاہ شریف چھوڑنے آئے پھر خطیب پاکستان نے گھر پہنچ کر خود والد صاحب کو فون کیا زحمت کی معذرت بھی کی اور فرمایا کہ: ''آپ بخیریت پہنچ گئے'' والد صاحب نے فرمایا کہ: ''ہاں پہنچ گئے''۔

اس واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت خطیب پاکستان کو حضرت اشرف المشائخ قدس سرہما سے کتنا گہرا تعلق تھا اور محبت تھی۔

یہاں ہم نے صرف پانچ واقعات ذکر کیے ہیں جب کہ ان کی حیاتِ مبارکہ کے بہت سے واقعات ایسے ہیں کہ جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ سچے عاشقِ رسول ﷺ تھے اور آلِ رسول ﷺ سے بھی سچی محبت کرتے تھے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ مقام عطا فرمایا تھا کہ رات دو بجے تک لوگ ان کا خطاب سننے کے لیے موجود رہتے تھے۔ جو مقبولیت خطیب پاکستان کو حاصل ہوئی وہ کسی عالم کے حصے میں نہیں آئی حقیقت یہی ہے کہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں مقبول تھے اسی لیے ہر جگہ مقبول تھے۔آج ان کا گنبد بھی سرکارِ دو عالم ﷺ کے سبز گنبد کے مشابہ ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ اس گنبد کے نیچے جو ہستی آرام فرما ہے وہ سچے عاشقِ رسول ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کے مزار مبارک پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے اور ان کے روحانی فیوض و برکات کو تادیر جاری وساری رکھے

آمین

https://www.ashrafia.net

طب وصحت

روزے کے طبی اور روحانی فوائد

جناب حکیم محمد سعید (مرحوم)

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اسلامی دنیا کی اکثریت بڑی عقیدت پابندی اور نہایت احترام اور اہتمام سے روزہ رکھتی ہے۔ اگر غور کیا جائے تو اسلام میں روزے کا اعلیٰ وارفع مقصد پرہیزگاری اور تقویٰ ہے۔ ماہِ رمضان کے تیس دنوں کے ہر ہر لمحے میں ہر مسلمان اللہ تعالیٰ کو زیادہ یاد کیا کرتا ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت کی جاتی ہے، روزے رکھے جاتے ہیں۔ اس ماہ مبارک میں نہ کوئی لغویات منہ سے ادا کی جاتی ہے نہ سنی جاتی ہے۔ آنکھوں کانوں، ہاتھوں اور پیروں یہاں تک کہ قوائے عقلیہ کو صرف پرہیزگاری کے کاموں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جسم کی کثافت دور کر کے نظافت اور پاکیزگی اختیار کی جاتی ہے اپنی سوچ کو پاک رکھا جاتا ہے اپنی فکر کو آلودہ ہونے سے بچایا جاتا ہے

طبی پہلو:

غذا کے بارے میں ایک طبی نکتہ یہ ہے کہ ہر غذا استعمال کے بعد نشاستوں میں تبدیل ہو کر بالآخر شکر بن جاتی ہے۔ اس شکر (گلوکوز) سے فوری طور پر توانائی حاصل ہوتی ہے ضرورت سے زائد نشاستے اور شکر چربی کی صورت میں عضلات میں اور گلائیکوجن کی صورت میں جگر میں ذخیرہ ہو جاتے ہیں۔

جب آدمی روزہ رکھتا ہے اور سحری سے افطاری تک بھوکا پیاسا رہتا ہے تو نشاستے بدن میں کم ہو جاتے ہیں، اس صورت میں بدن از خود جگر سے گلائیکوجن لیکر توانائی کے لیے گلوکوز فراہم کرتا ہے اس طرح چربیلی بافتوں سے ذخیرہ شدہ چربی لے کر توانائی کی ضروریات پوری کی جاتی ہیں اس طرح اگر غور کیا جائے تو روزہ نظام ہضم نیز مرکزی عصبی نظام میں خوشگوار فعلیاتی سکون لاتا ہے اور استحالہ غذا میں اعتدال پیدا کرتا ہے۔

اسلامی روزے پر سائنسی تحقیقات:

ایک مطالعہ یونیورسٹی ہسپتال عمان (اردن) کے ڈاکٹر سلیمان کی رپورٹ کے مطابق جس میں 42 مرد اور 26 خواتین شامل تھیں یہ سب کے سب صحتمند تھے۔

مردوں کی عمریں 15 سے 64 برس اور خواتین کی عمریں 16 سے 28 برس تھیں۔ ان کے وزن اور تمام اہم ٹیسٹ کر کے محفوظ کر لیے گئے رمضان کے اختتام پر پھر ان کے روزانہ اہم ٹیسٹ کیے گئے۔ مردوں کے وزن میں 6 سے 7 کلو اور خواتین کے

https://www.ashrafia.net

وزن میں 4 سے 5 کلو کمی ہوئی۔ٹیسٹوں میں کوئی ایسی تبدیلی نظر نہیں آئی جو کسی خاص اہمیت کی حامل ہو۔ایک اور مطالعہ سائنسز یونیورسٹی تہران میں ہوا اس مطالعے میں ڈاکٹر عزیزی اور رفقاء شریک تھے۔انہوں نے رمضان شروع ہونے سے پہلے دسویں، بیسویں، اور انتیسویں رمضان کو وزن اور تمام اہم ٹیسٹ لیے ان کے مطابق وزن اوسطاً 9 کلو کم ہوا 17 گھنٹوں کے 29 روزوں میں تولید ہارمونوں بائیو کیمیکلس، پیٹوٹری تھائرائیڈ نظام میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

ان دو مطالعات سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ جسم انسانی پر طبی لحاظ سے روزے کے کوئی مضر اثرات پیدا نہیں ہوتے بلکہ وزن کی کمی اور چربی کے استحالے سے متعلق مفید صحت بخش اثرات پیدا ہوتے ہیں۔روزے میں غذائیت کی کمی کا کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہوتا اس لیے کہ ماہ رمضان میں غذاؤں پر کوئی پابندی نہیں ہوتی نہ کوئی خاص غذا مقرر ہے۔ہاں روح روزہ تقلیل غذا کی دعوت دیتی ہے اس لیے کہ تقلیل غذا عبادت کے لیے انسان کو تیار کرتی ہے رمضان میں رات کو تراویح کی نماز عضلات اور جوڑوں کے لیے ہلکی ورزش کا درجہ رکھتی ہے انسان کے لیے روزے خود پر قابو پانے کا ایک ذریعہ ہے سگریٹ نوش اور وہ لوگ جو ہر وقت کھاتے پیتے رہتے ہیں اپنی عادات پر قابو پا سکتے ہیں

ذیابیطس:

جن مریضوں کا ذیابیطس معمولی درجے کا ہو، صحت اچھی ہو تو وہ معالج کی اجازت سے روزہ رکھ سکتے ہیں۔معالج کے مشورے سے صرف ایک تہائی روٹی افطار کے وقت کھائی جائے۔روزہ رکھنے سے پہلے اور افطار کے بعد شوگر ٹیسٹ کرائی جائے۔ رمضان کے دوران بھی انہیں پرہیزی غذا کھانی چاہیے۔

ہائی بلڈ پریشر:

اگر مرض ہلکے درجے کا ہو اور مریض زیادہ وزن والا ہو تو اس کے لیے روزہ مفید ہو سکتا ہے۔معالج کے مشورے سے پیشاب آور دوا کی مقدار کم کرائی جائے اور لمبے عرصے تک اثر کرنے والی بلڈ پریشر کی دوا دن میں ایک مرتبہ سحری سے پہلے کھائی جائے زیادہ بلڈ پریشر اور قلب کے مریض روزہ قضا کر سکتے ہیں۔

حاملہ خواتین:

حاملہ خواتین کے کئی مسائل ہیں ان کی اپنی صحت کیسی ہے؟ حمل کا کون سا مہینہ ہے؟ حمل کے پہلے، دوسرے، تیسرے اور ساتویں آٹھویں اور نویں مہینوں میں بچے کو نقصان پہنچنے کا زیادہ خطرہ ہوتا ہے۔10 سے 14 گھنٹوں تک پانی نہ پینے سے بچے کو نقصان پہنچ سکتا ہے معالج سے مشورہ کرنا انتہائی ضروری ہے یہ یاد رہے کہ حاملہ خواتین بعد میں روزے رکھ سکتی ہیں۔

روح روزہ:

اندرون از طعام خالی اور تا نور معرفت بینی غرباء فقراء کا خیال کریں۔وطن کے مسائل کو پیش نظر رکھیں، اربوں، کھربوں روپے کے کھانے کے سامان ملک کے باہر سے آخر کب تک منگواتے رہیں گے؟ روح روزہ رمضان تو یہ ہے کہ انسان کھانوں سے دل کو ہٹائے اور روح و جسم کو عبادات میں صرف کرے۔

https://www.ashrafia.net

تبصرہ

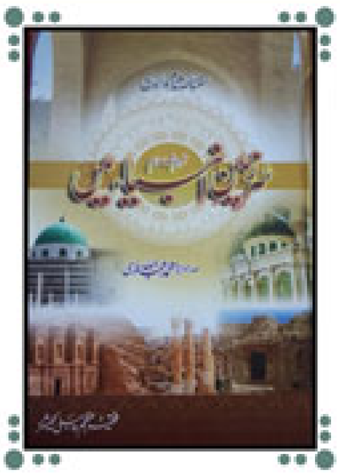

سرزمینِ انبیاء علیہم السلام میں

''سفرنامہ شام واُردُن''

صاحبزادہ سید اظہار اشرف جیلانی (ریسرچ اسکالر)

کتاب: سرزمینِ انبیاء علیہم السلام میں (سفرنامہ شام واُردن)

مصنف: حضرت صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری مدظلہ العالی

صفحات: 544

اشاعت اوّل: محرم الحرام 1444ھ، اگست 2022ء

ناشر: فقیہ الاعظم پبلیکیشنز

بصیر پور شریف ضلع اوکاڑہ، بی پی ایچ پرنٹرز، لاہور، پاکستان

کتاب ''سرزمینِ انبیاء'' میں محض ایک عام سفرنامہ نہیں بلکہ یہ ایک ایسی جامع تصنیف ہے۔ جس میں سفر، تاریخ، سیرت عقیدت، تحقیق اور دینی شعور سب یکجا ہو گئے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری مدظلہ العالی نے شام واُردن کے سفر کو اس انداز سے قلم بند کیا ہے کہ قاری خود کو ان مقدس سرزمینوں میں گھومتا ہوا محسوس کرتا ہے۔

اسلوب اور ترتیب:

کتاب کی ایک بڑی خوبی اس کی منظم ترتیب ہے۔ مصنف نے سفرنامے کو حصوں میں تقسیم کر کے نہایت سلیقے سے پیش کیا ہے۔ ابتدائی حصے میں شام کے فضائل قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان کیے گئے ہیں۔ جہاں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے ذریعے اس خطۂ مقدس کی عظمت واضح کی گئی ہے۔ اس سے قاری کے دل میں شام کی روحانی حیثیت ابتدا ہی میں راسخ ہو جاتی ہے۔

تاریخی وروحانی امتزاج:

کتاب کے دوسرے حصے میں بغداد سے دمشق تک کے سفر کی روداد ہے۔ جو صرف جغرافیائی سفر نہیں بلکہ علمی وروحانی سفر بن جاتا ہے۔ دمشق شہر کے تعارف میں اس کی تاریخ، تہذیب علمی مقام اور دینی حیثیت کو نہایت جامع انداز میں بیان کیا ہے خصوصاً ''جامع اموی'' پر تفصیلی گفتگو اس کی تاریخی عظمت اور اسلامی تہذیب میں اس کے کردار کو خوبصورت پیرائے میں اجاگر کرتی ہے۔

مزارات ومقدس مقامات:

کتاب کا نمایاں وصف یہ ہے کہ اس میں مزارات ومقدس مقامات کی زیارت کو محض حاضری تک محدود نہیں رکھا گیا بلکہ ہر مقام کے ساتھ متعلقہ تاریخی واقعات، سیرت اور مستند حوالہ

https://www.ashrafia.net

جات بھی دیے گئے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مزار کے ذکر کے ساتھ ان کی سیرت کا تفصیلی بیان اور روایات کے اختلاف کو علمی دیانت کے ساتھ ذکر کرنا مصنف کی تحقیق پسندی کا ثبوت ہے۔ اسی طرح روضۂ بلال، حضرت امیر معاویہ مقام رؤوس الشہداء، امہات المؤمنین کے مزارات، درگاہ سیدہ زینب رضوان اللہ اجمعین اور دیگر مقدس مقامات کا ذکر دل کو عقیدت سے بھر دیتا ہے۔ "رَقَّہ" کا ذکر جو نہرِ فرات کے کنارے ایک صحرا کا نام تھا جو رفتہ رفتہ شہر کی صورت اختیار کر گیا، پھر حضرت عمار بن یاسر اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہما کا ذکر بڑے خوبصورت انداز میں کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں "بصریٰ" شہر کے بارے میں بڑی معلومات حوالوں کے ساتھ دی گئی ہے۔ بصریٰ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ گوشوں سے بھی آگاہی عطا کرتا ہے۔

علمی و صوفیانہ شخصیات:

یہ کتاب صرف صحابہ و اہلِ بیت تک محدود نہیں بلکہ اولیاء اللہ محدثین اور صوفیاء کا بھی بھرپور تذکرہ رکھتی ہے۔ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی، امام نووی، حضرت ابو مسلم خولانی، حضرت ابو سلیمان دارانی، حضرت بایزید بسطامی اور حضرت ابراہیم بن ادھم رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے اکابر کے حالات نے کتاب کو علمی و روحانی اعتبار سے مزید وقیع بنا دیا ہے۔

شام سے اُردن تک:

حمص، حلب، بصرہ اور پھر اردن کے سفر میں حضرت خالد بن ولید، حضرت عمر بن عبد العزیز حضرت عبد الرحمن بن عوف حضرت ابو عبیدہ بن جراح، حضرت زید بن حارثہ، حضرت جعفر طیار اور حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے جلیل القدر صحابہ کے تذکروں نے کتاب کو تاریخِ اسلام کا ایک چلتا پھرتا مرقع بنا دیا ہے۔ بحرِ میت، وادی شعیب، اغوار اور دیگر مقامات کے ذکر سے کتاب کا جغرافیائی اور تاریخی دائرہ مزید وسیع ہو جاتا ہے۔

تحقیق و حوالہ جات:

کتاب کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ مصنف نے مثالوں کے ساتھ ساتھ حوالہ جات بھی فراہم کیے ہیں، جو اسے محض جذباتی یا تاثراتی سفرنامہ نہیں بلکہ ایک مستند تحقیقی دستاویز بنا دیتے ہیں۔

مجموعی تاثر:

"سرزمینِ انبیاء میں" یہ ایک ایسی کتاب ہے جو قاری کے ایمان کو تازگی بخشتی ہے، تاریخِ اسلام سے گہرا رشتہ جوڑتی ہے زیارت کو شعور اور معرفت میں بدل دیتی ہے۔ یہ کتاب علماء طلبہ، محققین اور عام قارئین سب کے لیے یکساں مفید ہے۔ شام و اردن کی مقدس سرزمینوں سے محبت رکھنے والوں کے لیے یہ کتاب ایک قیمتی تحفہ ہے۔ مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری مدظلہ العالی کی یہ تصنیف اردو اسلامی سفرناموں میں ایک اہم، جامع اور یادگار اضافہ ہے جو ہمیشہ پڑھی اور سنبھال کر رکھی جانے کے لائق ہے۔

https://www.ashrafia.net

الاشرف نیوز

صاحبزادہ سید صابر اشرف جیلانی

عرسِ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں قدس سرہ:

یکم جنوری بروز جمعرات عرس مبارک مجددِ سلسلۂ اشرفیہ، ہم شبیہہ غوث الاعظم ، اعلیٰ حضرت سید شاہ علی حسین اشرف الاشرفی الجیلانی المعروف اشرفی میاں قدس سرہ العزیز کا انعقاد کیا گیا۔ حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی اس موقع پر اعلی حضرت کے کارناموں، دینی خدمات اور سیرت پر مدلل اور مفصل گفتگو فرمائی۔ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں قدس سرہ کے عرس مبارک پر حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی ہونے والا یہ خطاب ashrafia.net اور درگاہ عالیہ اشرفیہ کے یوٹیوب چینل پر نشر کیا گیا۔

ماہانہ درسِ قرآن:

۲/جنوری بروز جمعہ بعد نمازِ عشاء حلقہ اشرفیہ نیو کراچی کی جانب سے جامع مسجد نورانی نیو کراچی G-11 میں ماہانہ درسِ قرآن کی محفل منعقد کی گئی۔ جس سے خصوصی خطاب حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی نے فرمایا آپ نے اپنے خطاب میں بزرگانِ دین کے طریقۂ تبلیغ اور خصوصاً اعلیٰ حضرت سید شاہ علی حسین اشرف الاشرفی الجیلانی المعروف اشرفی میاں قدس سرہ کی سیرتِ مبارکہ پر گفتگو فرمائی۔ صاحبزادہ سید شایان اشرف جیلانی نے ہدیۂ نعت پیش کی اور محفل کے اختتام پر صلوٰۃ و سلام پیش کیا گیا۔

عرسِ مفتیٔ اہلسنت علیہ الرحمہ:

۳/جنوری بروز ہفتہ بعد نمازِ عشاء رات ساڑھے ۹ سے ۱۲ کے درمیان مفتیٔ اہلسنت حضرت علامہ مفتی محمد رفیق الحسنی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک اور سالانہ جلسۂ دستارِ فضیلت جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم، گلستانِ جوہر، بلاک ۱۵ میں منعقد کیا گیا۔ جس میں جید علمائے کرام نے شرکت کی۔ ان میں مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی منیب الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی، حضرت سید مظفر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی، حضرت علامہ غلام ربانی مدظلہ العالی، حضرت علامہ محمد اشرف گورمانی مدظلہ العالی، حضرت علامہ قاری صدیق امین صاحب مدظلہ العالی، حضرت علامہ بلال سلیم قادری مدظلہ العالی ودیگر شامل ہیں۔ حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی نے بھی صاحبزادگان کے بلاوے پر

https://www.ashrafia.net

خصوصی شرکت فرمائی اور اپنے استاذِ محترم مفتی محمد رفیق الحسنی علیہ الرحمہ کی سیرت کے حوالے سے اظہارِ خیال فرمایا۔ اختتام پر طلباء کی دستار بندی اور طالبات کی ردا پوشی کا بھی اہتمام ہوا۔

ماہانہ درسِ قرآن:

4 رجنوری بروز اتوار بعد نمازِ عشاء جامع مسجد کھتری، پی۔ آئی۔ بی کالونی میں ماہانہ درسِ قرآن کا انعقاد ہوا۔ جس سے خصوصی خطاب ابوالمحامد صاحبزادہ سید مکرم اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں پارہ:۱۱، سورۂ توبہ کی آیت نمبر ۱۱۹، یٰٓاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ کی تفسیر پیش کی کہ نیک لوگوں کی معیت میں جو برکتیں اور رحمتیں ہیں ان پر گفتگو فرمائی۔ خطاب کے بعد صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کیا۔ بعدازاں مخدوم زادہ سید محبوب اشرف جیلانی نے خصوصی دعا فرمائی۔

ماہانہ محفلِ سماع:

درگاہ عالیہ اشرفیہ میں ہر اسلامی ماہ کی ۱۷؍ اور ۲۷ تاریخ کو محفل سماع کا انعقاد ہوتا ہے۔ 7 جنوری بروز بدھ بعد نمازِ عشاء رات ۱۰ سے ۱۱ بجے ماہانہ سترھویں کی محفل منعقد ہوئی۔ جس میں مریدین ومعتقدین کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ یہ محفلِ سماع بزرگوں کے حکم کے مطابق ادب واحترام کے ساتھ منعقد کی جاتی ہے۔

سالانہ محفل اعراسِ بزرگانِ دین:

۱۰ رجنوری بروز ہفتہ بعد نمازِ عشاء جناب محمود الحسن اشرفی واہل خانہ کی جانب سے ہر سال کی طرح اس سال بھی سالانہ محفل اعراسِ بزرگانِ دین منعقد کی گئی۔ اس محفل میں ملک کے مشہور ومعروف ثناء خواں نے شرکت کی۔ خصوصی بیان حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی نے فرمایا۔ خطاب کے بعد ابوالمحامد صاحبزادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کیا۔ بعدازاں فاتحہ خوانی اور خصوصی دعا ہوئی۔

اعراسِ بزرگانِ سلسلہ اشرفیہ:

۱۱ رجنوری بروز اتوار بعد نمازِ ظہر خلیفۂ حضور فخر المشائخ جناب صوفی محمد اسحاق اشرفی (سرپرست الجامعۃ الاشرفیہ) کی جانب سے راجھستان بینکوٹ میں سالانہ محفل مبارکہ بسلسلہ اعراسِ بزرگانِ دین کا انعقاد کیا گیا۔ جس سے خصوصی خطاب حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی نے فرمایا آپ نے "بزرگانِ سلسلہ اشرفیہ کی تعلیمات پر کس طرح عمل ممکن ہے؟" پر گفتگو فرمائی۔ کثیر تعداد میں مریدین ومعتقدینِ سلسلہ اشرفیہ نے شرکت کی۔ محفل کے اختتام پر ابوالمحامد صاحبزادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کیا۔ بعدازاں فاتحہ خوانی اور خصوصی دعا ہوئی۔

وفیات:

جناب ابوالقاسم (مدینہ منورہ والے) کے ہم زلف صوفی محمد اقبال موسیٰ (مدینہ منورہ والے) کی اہلیہ کا ۱۹؍ جنوری بروز پیر مدینہ شریف میں انتقال ہوگیا۔ انا للہ الیہ راجعون

درگاہِ عالیہ اشرفیہ میں ایصالِ ثواب اور بلندیٔ درجات کے لیے دعا کی گئی۔